عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد: ۳۹ | ۲۸ جمادی الثانی تا ۵ رجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ فروری ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۸

غیبت
ایک گناہ کبیرہ

دُنیا کی حقیقت

پاکستان کے نصاب تعلیم کے لیے
امریکی کمیشن کی تجاویز

ایک مُسلمان کی زندگی کیسی ہو؟

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

کسی مسلمان کو لعنت، ملامت کرنا

س:......کیا لعنت کرنا اسلام میں ممنوع ہے؟ اگر کوئی اسلام کے خلاف کچھ بولے یا اسلام کے خلاف کوئی کام کرے تو اس پر لعنت کرنا درست ہے یا نہیں؟

ج:......کسی مسلمان کے بارے میں لعنت کے الفاظ بولنا درست نہیں۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی۔“ (مشکوٰۃ، ص:۴۱۳)

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن نہ طعنہ دینے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ ہی فحش گو اور بدزبان ہوتا ہے۔“

یعنی ایک مومن کے اندر یہ بُری صفات نہیں ہونی چاہئیں اور اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ہاں اگر کوئی فرد یا کوئی جماعت کسی غلط عقیدہ اور مسلک سے وابستہ ہوں اور اس کو پھیلا رہے ہوں جبکہ قرآن وسنت میں اس بارے میں وعید یا لعنت مذکور ہو تو ایسی صورت میں لعنت ملامت کرنے کی گنجائش ہے اور اس میں بھی یہ کرنا چاہئے کہ بغیر کسی کو متعین کئے، یوں کہے کہ جھوٹے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو یا قرآن وحدیث کا انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو یا اللہ کے دشمن، دین کے دشمن یا مسلمانوں کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو وغیرہ وغیرہ۔

بچی گود لینا

س:......ہماری کوئی اولاد نہیں ہے، ہمارے بہت دور کے رشتہ دار ہیں ان کی ایک بچی کی پیدائش ہوئی اور اس کی ماں کا انتقال ہو گیا اور اس بچی کے باپ نے بچی کو اپنانے سے انکار کر دیا اور یہ بچی اب اپنے ماموں کے پاس ہے جو کہ بہت غریب ہے اور بچی کی پرورش کا انتظام نہیں کر پا رہے۔ ایسے میں کیا ہم اس بچی کو گود لے سکتے ہیں؟ اس وقت وہ بچی تین سال کی ہے، کیا ہمارے لئے اس بچی کو گود لینا مناسب ہے؟ نیز یاد رہے کہ ہمارا اس بچی سے محرمیت کا کوئی رشتہ نہیں ہے؟

ج:......بچی کی عمر چونکہ تین سال کی ہو چکی ہے اور مدت رضاعت اس کی ختم ہو گئی ہے، اس لئے اب وہ آپ کے لئے کسی طرح بھی محرم نہیں بن سکتی۔ اگر وہ بچی مدت رضاعت میں ہوتی اور آپ کسی محرم عورت سے رضاعت کے ذریعہ سے اپنا محرم بنا لیتے تو گنجائش ہو جاتی۔ اب آپ کے لئے اس بچی کو گود لینا مناسب نہیں ہے کہ غیر محرم ہے۔ بچی کو اس کے ماموں کے پاس ان کے پرورش میں ہی رہنے دیں، آپ سے جو تعاون ہو سکتا ہے، اخراجات کے سلسلہ میں وہ کر دیا کریں، ان شاء اللہ اجر وثواب کا باعث ہوگا۔

حرمت رضاعت کی مدت

س:......لڑکا یا لڑکی کی عمر کیا ہوتی ہے کہ جس میں شریعت کے مطابق دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور وہ محرم بن جاتے ہیں؟

ج:......رضاعت صرف شیرخوارگی کے زمانہ میں ثابت ہوتی ہے، جس کی مدت صحیح قول کے مطابق دو سال ہے اور ایک قول کے مطابق ڈھائی سال ہے، شیرخوارگی کی مدت کے اندر اندر دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور حرمت کے تمام احکام جاری ہو جاتے ہیں اور مدت پوری ہونے کے بعد دودھ پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی نہ ہی حرمت کے احکام جاری ہوتے ہیں، بلکہ شیرخوارگی کی مدت پوری ہونے کے بعد تو اپنے بچے کو دودھ پلانا بھی حرام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوت

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۹ ۲۸رجمادی الثانی تا ۵ررجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹رفروری ۲۰۲۰ء شمارہ: ۸

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ایک مسلمان کی زندگی کیسی ہو؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
دنیا کی حقیقت	۹	بیان: مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
کیا تعلیماتِ نبوی پر مسیحیت کا اثر ہے؟ (۲)	۱۴	ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی
غیبت....ایک گناہِ کبیرہ!	۱۷	مفتی مزمل حسین کاپڑیا مدظلہ
نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ (۲۹)	۲۲	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ
پاکستان کا نصابِ تعلیم....امریکی کمیشن کی تجاویز!	۲۵	جناب عبدالخالق ڈوصاحب
مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس	۲۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیث قدسیہ

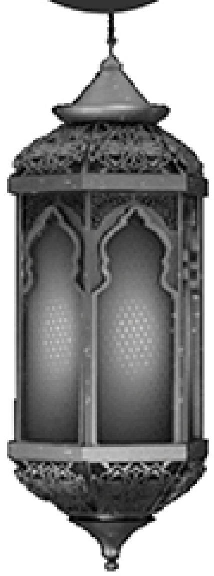

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

خدا کا دیدار

حدیث قدسی ۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے لڑکوں کو عرش کے نیچے حوضوں پر جمع کر کے ان پر نظر ڈالے گا اور فرمائے گا، یہ کیا ہے کہ میں تم کو سر اٹھائے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ یہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمارے ماں باپ تو پیاس میں مبتلا ہیں اور ہم ان حوضوں پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان برتنوں میں پانی بھر لو اور صفوں میں سے نکلتے ہوئے جاؤ اور اپنے ماں باپ کو پانی پلا آؤ۔ (دیلمی) لڑکوں سے مراد وہ نابالغ بچے ہیں جو قبل از بلوغ مر چکے ہوں گے سر اٹھائے ہوئے یعنی جیسے کوئی کسی کا انتظار کرتا ہے، برتنوں سے مراد آبخورے ہیں۔

موت، قبر اور اس کے متعلقات

حدیث قدسی ۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اس کو لے کر چڑھتے ہیں، راوی نے اس موقع پر اس روح کی خوشبو اور مشک کا ذکر کیا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان والے کہتے ہیں: زمین کی طرف سے ایک پاکیزہ روح آئی ہے تجھ پر اور تیرے جسم پر اللہ کی رحمت ہو، جس جسم کو تو نے عبادت کے لئے آباد کیا تھا، پھر اس روح کو اس کے رب کی طرف لے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لے جاؤ اس کو آخر مدت تک یعنی قیامت تک، پھر فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بے شک کافر! جب اس کی روح نکلتی ہے، پھر راوی نے اس کی گندگی اور ناپاکی کا ذکر کیا، اس روح کو آسمان والے کہتے ہیں: زمین کی جانب سے کوئی خبیث اور ناپاک روح آئی ہے، پس اس کو حضرت حق کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کو آخر مدت تک کے لئے جاؤ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافر کی روح اور اس کی بدبو کا ذکر فرما رہے تھے تو آپ نے اپنی چادر سے اس طرح ناک ڈھک لی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ناک کو ڈھانک کر دکھلایا۔ (مسلم) یعنی جس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فرما رہے تھے تو اتنے یقین کے ساتھ فرما رہے تھے گویا اس بدبو کو آپ اس وقت محسوس کر رہے تھے۔

نماز

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

صلوٰۃ الخسوف

س:...... صلوٰۃ الخسوف کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی رکعات کی تعداد کتنی ہے؟

ج:...... خسوف عربی زبان میں چاند گرہن کو کہتے ہیں (گرہن اور گہن تقریباً ہم معنی ہیں، چاند گہن سے متعلق تمام تر تفصیلات سورج گہن والی ہی ہیں) چاند گرہن کے موقع پر بھی شریعت نے دو رکعات صلوٰۃ الخسوف کی نیت سے پڑھنے کی ترغیب دی ہے، لیکن اس نماز کا اکیلا اکیلے پڑھنا ہی افضل ہے۔

نوٹ: اگر کوئی ڈراؤنی اور خوفناک صورت حال پیش آ جائے مثلاً دن یا رات کے وقت سخت آندھی آ جائے یا لگاتار نہ بند ہونے والی بارش برسے یا دھند چھا جائے یا کثرت سے نہ رکنے والے اولے گرتے رہیں، یا دن میں سخت تاریکی چھا جائے یا رات میں غیر معمولی (خوفناک) روشنی ہو جائے یا زلزلے آئیں یا بجلیاں کڑکیں (خوفناک آوازیں) یا بجلیاں گریں یا کوئی وائرس پھیل جائے یا دشمن کا سخت خوف ہو یا دھمکیاں ملیں یا بھتے کی پرچیاں یا فون آئیں وغیرہ وغیرہ تو ایسے ہر ہر موقع پر اکیلے اکیلے دو رکعات ان مواقعوں کے عافیت کے ساتھ دور ہونے کی نیت سے پڑھی جایا کریں اور نماز کے بعد ان کے دور ہونے کی دعائیں مانگی جایا کریں۔

نمازِ استسقاء

س:...... نماز استسقاء کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی رکعات ہیں؟

ج:...... استسقاء کے معنی ہیں پانی مانگنا، شریعت کے اعتبار سے یہ ایک اصطلاح ہے، جس وقت سخت خشک سالی (قحط) ہو جائے، بارش نہ ہو رہی ہو، جھیلوں، تالاب، نہروں، کنوؤں وغیرہ کا پانی انسانوں اور دیگر جانداروں کو پینے کے لئے بھی ناکافی ہو جائے اور کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے بھی نہ ملے، اس وقت اللہ سے جس کیفیت کے ساتھ بارش مانگی جائے، اسے استسقاء کہتے ہیں۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ایک مسلمان کی زندگی کیسی ہو؟

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ اور شعبۂ تخصص فقہ کے نگران حضرت مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی صاحب حفظہ اللہ کے چھوٹے بھائی کا انتقال ہوا۔اس کی یاد، حالات اور واقعات کے تناظر میں انہوں نے ایک علمی تحریر لکھی ہے، جس میں ہم سب مسلمانوں کے لئے کئی پہلو سے سبق آموز باتیں اور نصیحتیں ہیں۔راقم الحروف نے چاہا کہ قارئین ہفت روزہ ختم نبوت تک اس علمی تحریر کو اہمیت اور خصوصیت کے ساتھ پہنچایا جائے، اس لئے مولانا مفتی رفیق احمد صاحب کے مضمون کو بطور اداریہ شائع کیا جارہا ہے۔آپ بھی اس مضمون کو ملاحظہ فرمائیں:

’’کسی بھی غیر متوقع حادثے یا مصیبت اور پریشانی کے وقت مسلمانوں کے درمیان درج ذیل جملوں کا تبادلہ ہوا کرتا ہے:قدر اللّٰہ ماشاء، ماشاء اللّٰہ یکن ومالم یشأ لم یکن ، إن للّٰہ ما أعطی ولہٗ ما أخذ ، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون ۔ پہلے دو جملے تقدیرِ الٰہی کی اثر اندازی اور اس پر ایمان سے متعلق ہیں، جبکہ دوسرے دو جملے چھننے والی کسی نعمت بالخصوص جانی فقدان کے موقع پر دُہرائے جاتے ہیں، جو درحقیقت وہ درسِ فنا ہے جو ناقابلِ انکار حقیقت ہونے کے باوجود عقل مند انسانوں کے ہاں فراموش رہتا ہے۔انسانوں کے درمیان موت کا ہر وار اس درسِ فناء کی تذکیر اور زندہ انسانوں کو بقیہ زندگی کے سنوارنے اور دارِ آخرت کی تیاری کی تلقین کررہا ہوتا ہے:’’خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاۃَ لِیَبْلُوَکُمْ أَیُّکُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا‘‘

۳؍جنوری ۲۰۲۰ء کی دوپہر کو تذکیر بالموت کا ایک جانکاہ جھونکا ہمارے گھر سے بھی گزرا، میرے برادرِ صغیر عزیزم شکیل احمد رحمۃ اللہ علیہ گھر کے قریب ایک معمول کے راستے سے گزرتے ہوئے گرگئے اور لڑھکتے ہوئے ایک سنگلاخ کھائی میں تیز نوکیلے پتھروں سے جاٹکرائے، جہاں ان کے سر میں گہری چوٹیں آئیں۔طبی رپورٹوں کے مطابق برادرِ عزیز اچانک دماغی فالج کا حملہ ہونے پر بے ہوش ہوکر ایسے گرے ہیں کہ وہ سنبھل نہیں سکے اور ڈھلوان کی طرف سر کے بل لڑھکتے ہوئے کھائی تک پہنچے ہیں، جہاں ان کا سر دھاری دار پتھروں سے ٹکرا کر زخمی ہوا ہے۔بہرحال گر کر زخمی ہوئے یا بے ہوش کر گرے یہ حادثہ’’اجل مسمّٰی ‘‘ کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور انہیں سخت موسم اور دشوار راستوں سے گزارتے ہوئے۔ایوب میڈیکل انسٹیٹیوٹ ایبٹ آباد پہنچایا گیا۔سانحے کی اطلاع ملتے ہی مختلف علماء کرام اور ملی زعماء نے بروقت اور مناسب علاج کے لئے اپنا اپنا اثر ورسوخ استعمال کیا اور اپنے وسائل ووسائط بروئے کار لانے کے لئے ہمارے خاندان سے بڑھ کر کوششیں فرمائیں اور ہفتہ بھر یہی سلسلہ جاری رہا۔مختلف علاقوں، شہروں، بلکہ ملکوں میں اس خوش قسمت بھائی کے لئے خوب خوب دعائیں بھی ہوئیں، مگر ہماری ہر تدبیر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سامنے عاجز ہی رہی، ہماری ہر دواء ودعاء بظاہر

بے اثر ثابت ہوئی، شکیل احمد کی خاموشی نہ ٹوٹ سکی اور وہ بدستور بے ہوشی میں ہی مقدر ساعتیں پوری کرتے رہے اور ۱۱؍جنوری ۲۰۲۰ء تقریباً ۱۲:۵۰ پر ہمارا چہیتا اور ہردلعزیز بھائی شکیل احمد اس جہانِ فانی سے جہانِ باقی کا راہ رو بن گیا۔

عزیزم شکیل احمد رحمہ اللہ کی جتنی زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقدر تھی، وہ اسے پوری کر کے چلے گئے، مگر ان کی زندگی اور موت کے کئی پہلو خوش بختی سے عبارت اور رشک کا قرینہ ثابت ہوئے، ان کی زندگی خاندان، علاقے اور متعلقین کے لئے بھائی چارے، مواسات اور ضرورت مندکی معاونت سے عبارت تھی۔ غیرت وحمیت اور جرأت ودلیری ان کا نمایاں وصف تھا، اس وصفِ کمال کے متعدد واقعات زبان زدخاص وعام ہیں، یہاں ان واقعات کے بیان سے زیادہ یہ ذکر کرنا مقصود ہے کہ یہ اوصاف ایمانی رسوخ کا نتیجہ بھی ہوا کرتے ہیں اور بندۂ مومن میں یہ اوصاف مطلوب بھی ہوا کرتے ہیں۔

برادرِ خورد ٹیلرنگ (خیاطی) کا کام کرتے تھے اور الحمدللہ! اپنے گھر میں رہتے ہوئے اپنا اچھا اور مناسب روزگار اختیار کئے ہوئے تھے، حدیث شریف کی رو سے انسان کا اپنے گھر میں یا گھر کے قریب اپنی ضروریات کا پالینا بھی خوش بختی کی علامت ہے، پھر آپ کا روزگار' تنگدستوں، ضرورت مندوں اور بے کسوں کے کام بھی آتا تھا اور دن رات میں کوئی بھی ضرورت مند آپ سے رجوع کرتا تو اس کی ضرورت حسبِ استطاعت پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جس انسان کی کمائی دوسرے انسانوں کی منفعت اور ضرورت میں استعمال ہو وہ یقیناً ''خیر الناس '' (بہترین انسان) بلکہ قابلِ رشک انسان ہے۔

گاؤں دیہات کی زندگی میں کوئی بھی سخت جان کام ہوتا تو برادرِ عزیز اپنی جوانی، طاقت اور صحت مندی کے صدقے کے طور پر ہر کس وناکس کے کام آتے تھے، حالانکہ ہمارے گاؤں کے لوگ ہمارے خاندان کے حق میں اتنے اچھے چلے آرہے ہیں کہ از راہِ احترام وہ ہمارے کام کاج بڑے خلوص سے کرتے ہیں، ہم سے ہمارے یا اپنے کام نہیں کرواتے، مگر برادرِ عزیز اپنے گاؤں کے ضرورت مند اور بے کس لوگوں کے لئے ''تحمل الکل '' (بوجھ بردار) کی سنت پر عمل پیرا رہتے تھے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ جب عزیزم شکیل احمد مرحوم کا زخمی ہونے کا حادثہ پیش آیا تو گاؤں اور قرب وجوار کے چھوٹے بڑے، مرد وخواتین میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو تیمارداری کے لئے حاضر نہ ہوا ہو۔ یہ شکیل احمد کی زندگی کا وہ زندہ کردار ہے جو اس کی جدائی کے باوجود تادیر زندہ وقائم رہے گا اور ہمیں یہ یاددلاتا رہے گا کہ اپنے لئے تو ہر کوئی جیتا ہے، یادگار زندگی وہی ہے جو دوسروں کے لئے جینے سے عبارت ہو۔

جہاں تک برادرِ عزیز شکیل احمد کی دل دہلا دینے والی موت کا تعلق ہے وہ بھی کئی پہلوؤں سے رشک اور سلوان کا مظہر ہے۔ جوانی کی موت ویسے بھی انسان کو جھنجھوڑنے اور دُکھا دینے والی موت ہوا کرتی ہے، اگر وہ موت حادثاتی ہو تو اسے اور زیادہ بھاری اور دردبھری سمجھا جاتا ہے، مگر بحیثیت مسلمان ''کل شیٔ عندہٗ باجل مسمّٰی '' ہمارا عقیدہ ہے، پھر حادثی موت مؤمن کے حق میں شہادت کا ایک درجہ ہے اور پھر بلندی سے پستی کی طرف لڑھکنے کے باعث اگر کسی کی جان جانِ آفریں کے سپرد ہوجائے تو ایسی موت' اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے حق میں شہادت کی فہرست میں شامل ہے۔ برادرِ عزیز کی موت جوانی میں ہوئی اور حادثاتی بھی ہوئی، یہ موت گہرے زخم دینے کے باوجود شہادت کی موت ہے، شہادت کی موت

مسلمان کے حق میں انسانی کمال کولازوال بنانے کے لئے بھی ہوتی ہے۔نہ جانے باری تعالیٰ کو برادرِعزیز کی کون سی خدمت یاادا پسند تھی جس کی بدولت ان کی زندگی کا خاتمہ مہرِشہادت کے ذریعہ فرمایا۔

جوانی اور حادثے کی موت بظاہر دکھ درد سے جتنی لبریز ہے اتنی ہی برادر مرحوم کے لئے ان شاءاللہ! خیر اور راحت کا ذریعہ بھی ہے،اس لئے کہ جب ان کے زخمی ہونے کی اطلاع عام ہوئی تو ملک بھر بلکہ حرمین شریفین کے علاوہ دنیا کے مختلف خطوں میں ان کے لئے بہت زیادہ دعائیں مانگی گئیں، جن کی قبولیت ظاہری صحت یابی کی صورت میں تو نظر نہیں آئی،مگر دعاء کی قبولیت کے پہلو سے وہ سب دعائیں برادر مرحوم کے لئے سفرِ آخرت کے لئے توشے کے درجے میں شمار ہوں گی،ان شاءاللہ!

پھر جب ۱۱رجنوری ۲۰۲۰ء کو انتقال ہوا تو جامعہ،شاہجہائے جامعہ،اقرأ روضۃ الاطفال اور مختلف مساجد ومدارس میں برادر مرحوم کی مغفرت کے لئے جتنی دعائیں مانگی گئیں اتنی دعائیں قریب زمانے میں شاید کسی اور کے حصے میں نہ آئی ہوں۔ان دعاء گو لوگوں میں معصوم بچوں سے لے کر کئی مقبولانِ بارگاہ کی دعائیں بھی شامل ہیں، جو مرنے کے بعد ہر مسلمان میت کی سب سے بڑی ضرورت ہوا کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس خوش قسمت کو اتنے لوگوں کی دعاؤں کا مورد بنایا۔اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی دعاؤں کو مرحوم کے حق میں قبول فرمائے۔آمین

برادرِعزیز کے جنازہ کا معاملہ بھی منفرد رہا، مانسہرہ کے مضافاتی علاقے عطرشیشہ میں جہاں ہماری عارضی رہائش ہے، جب انتقال کی خبر پھیلی تو مانسہرہ اور گردونواح کے لوگ کثیر تعداد میں وہاں پہنچے اور وہیں نمازِ جنازہ ادا کی گئی، پھر میت گاؤں منتقل کرتے ہوئے بسیاں کے مقام پر پہنچے تو وہاں بھی عوام وخواص کا ایک جمِ غفیر میت کے استقبال اور نمازِ جنازہ کے لئے منتظر تھا، اگلے روز ۱۲رجنوری ۲۰۲۰ء کو صبح دس بجے گاؤں میں جنازہ تھا جس میں لاہور، گجرات، رواٹ، راولپنڈی، ایبٹ آباد، مانسہرہ اور ہزارہ بھر سے کثیر تعداد علماء، طلباء اور عوام نے شرکت فرمائی۔شدید سردی اور برفباری کی مشکلات جھیل کر گاؤں تک علماء وطلباء اور عوام کا پہنچنا جہاں دینی رشتہ کی قدردانی کا مظہر ہے، وہیں برادرِعزیز کی اس بےلوث خدمت، محبت اور عقیدت کا صلہ بھی ہے، جس محبت سے وہ ہمارے گھر تشریف لائے مہمانانِ گرامی بالخصوص علماء کرام کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے، یہ علماء وطلباء دین کے ساتھ محبت کے اُخروی صلے کا ابتدائی مظہر ہے۔اللہ تعالیٰ اس محبت وعقیدت کی بدولت برادرِعزیز کو علماء وصلحاء کی اُخروی معیت نصیب فرمائے۔

برادرِعزیز ہمارے گھر، خاندان بلکہ پورے علاقے کے لئے محنت، قوت، ڈھارس اور اُمید وآرزو سے عبارت تھے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں باری تعالیٰ نے بھائی کی نعمت کو موضعِ امتنان (نعمت جتلانے کے مقام) میں ذکر فرماتے ہوئے ’’سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِأَخِیْکَ‘‘ کے ذریعہ اُخوت کے رشتہ کی جو اہمیت بتائی تھی ہم بہن بھائی اور خاندان فی الواقع اس قوت واعتضاد سے محروم ہوگئے ہیں، اس پر دلِ رنجور کی رنجیدگی قرار وطمانیت سے بالکل ہی بےگانگی پر تھی کہ سورۂ اعراف کی تلاوت کے دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وہ دعائیہ کلمات سامنے آئے جو انہوں نے اپنے اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے لئے اپنے رب کے سامنے پیش فرمائے تھے، اس دعاء کے پڑھنے اور دُہرانے سے طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے قرار پیدا فرمایا۔ان دعائیہ کلمات کو سکونِ قلب کے لئے ورد کے طور پر بھی دُہراتا ہوں تو قرار ملتا ہے۔اُمید ہے ہمارے جیسے اور غم زدہ لوگوں کے لئے بھی باعثِ سکون ثابت ہوں گے، ارشاد ہے:

”قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِأَخِيْ وَأَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ.“ (الاعراف:۱۵۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کے دوران آپ کے اسی سفرِ طور کی آمد و رفت کی حکایت کے ضمن میں ذکر ہونے والے ایک اسرائیلی شخص کے حادثاتی واقعہ سے اپنے بھائی کی حادثاتی موت پر تسلی کا سامان ملا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کلیمانہ راز و نیاز کے لئے کوہِ طور کی طرف رواں تھے تو دامنِ کوہ میں ایک اسرائیلی مومن سامنے آیا اور حضرت کلیم اللہ علیہ السلام سے التجاء کی کہ جب اپنے رب سے ہم کلامی ہو تو میری اِک دعاء کی قبولیت کے لئے بارگاہِ ایزدی میں سفارش کر دینا اور وہ دعاء میرے رب کو معلوم ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام باری تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہو کر فارغ ہوئے تو اس بندۂ مومن کے لئے دعاء بھول چکے تھے، باری تعالیٰ کے یاد دلانے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس انسان کی دعاء کی قبولیت کی سفارش کی اور واپس آ گئے۔ واپسی پر دیکھا کہ وہ ”دعاء جو“ بندہ پہاڑ کی بلندی سے ایسا گرا پڑا ہے کہ اس کے جسم کے اعضاء تک بکھرے پڑے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حیرت و استعجاب کے ساتھ اپنے رب سے اس ماجرے کی حقیقت جاننا چاہی تو باری تعالیٰ کی طرف سے اس ماجرے کی حقیقت کشائی یوں ہوئی کہ یہ شخص مخلص مومن تھا، اس نے باری تعالیٰ کے ہاں قربِ خاص کا ایک مرتبہ مانگا تھا، اس مخلص مومن کی دعاء موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی سفارش اور ربِ کریم کی عطاء سے مقبول ہو گئی تھی، مگر اس بندۂ مومن کا مانگا ہوا قربِ خاص کا رُتبہ پانے کے لئے اس کے اعمال میں کمی تھی، ادھر اس مطلوبہ رُتبے کے حق میں دعاء بھی قبول ہو چکی ہے، اس مرتبۂ بلند تک پہنچانے کے لئے اس مخلص مومن کو بلند پہاڑ سے نیچے گرنے کی حادثاتی موت سے دوچار ہونا پڑا جو ظاہر میں جانکاہ حادثہ سہی، لیکن حکمتِ الٰہیہ کے تحت یہ حادثہ اس کے اعمال کی کمی کو پورا کرنے اور آخرت کی امتیازی سرخروئی سے ہم کنار کرنے کے لئے تقدیرِ الٰہی کے تحت پیش آنا تھا، اس لئے اس حادثے کو حادثے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص کا وسیلہ سمجھا جائے۔

اس واقعہ سے برادرِ عزیز کے حادثے پر خوب تسلّی ملتی ہے کہ نہ جانے کس نیک نیت یا عمل کے صلہ میں انہیں جو مرتبہ دینا تھا وہ اس حادثے، اس حادثے کے نتیجے میں ہونے والی دعاؤں کی بدولت دینا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ قادرِ مطلق کے اس تقدیری فیصلے پر ہمارا ایمان ہے، فلانقول فیه إلا مایرضٰی به ربنا ورسولهٗ صلی اللّٰه علیه وسلم۔

آخر میں! اپنے تمام اساتذہ کرام، دوست احباب، طلباءِ عزیز اور ان تمام مخلص مسلمان بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے برادرِ عزیز کی صحت یابی، پھر مغفرت کے لئے دعائیں فرمائیں، ایصالِ ثواب فرماتے رہے اور دکھ کی اس گھڑی میں ہمارے شریکِ غم رہے، زبانی، تحریری اور بالمشافہ تشریف آوری کے ذریعہ تعزیت کے لئے مختلف مشقتیں اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے تمام اساتذہ اور دیگر احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہر قسم کی ناگہانی آفات اور دکھوں سے محفوظ رکھے۔ آمین!“

قارئین کرام سے جو ہو سکے برادرِ عزیز کے لئے ایصالِ ثواب اور دعاء کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمارے مرنے کے بعد دعاؤں کا ایسا غائبانہ سلسلہ قائم فرمائے، آمین!

إن لله ما أعطى وله ما أخذ، كل شيء عنده بأجل مسمى، اللّٰهم لا تحرمنا أجره ولا تفتنا بعده

دنیا کی حقیقت

کئی سال پہلے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کی تشریح فرمائی تھی، جس میں آپ نے دنیا کی حقیقت کو بیان فرمایا تھا۔ مولانا عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم نے اس بیان کو ضبط کیا اور اب وہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

الحمدللّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ، ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلامضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ، واشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ، واشھد ان سیدنا وسندنا ونبینا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ... صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا...

اما بعد ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرّ علی مزبلۃ فی طریق من طرق المدینۃ. فقال: من سرہ ان ینظر الی الدنیا بحذافیرھا فلینظر الی ھذہ المزبلۃ، ثم قال: لو ان الدنیا تعدل عنداللّٰہ جناح ذباب ما اعطی کافراً منھا شیئاً. (کتاب الزھد لابن مبارکؒ، الجزء الخامس، حدیث نمبر ۶۲۰)

دنیا کو اِس کے اندر دیکھ لو:

بزرگانِ محترم و برادران عزیز! یہ ایک مختصر حدیث ہے، جس میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے راستوں میں سے ایک راستہ میں تشریف لے جارہے تھے، راستے میں ایک جگہ کوڑا پڑا ہوا نظر آیا، یعنی وہ جگہ جہاں کوڑا ڈالا جاتا ہے، اس کے قریب سے آپ گزرے، اسے دیکھا، اور دیکھ کر فرمایا کہ جو دنیا کو اس کے سارے ساز وسامان کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہو، تو وہ اس کوڑے کے ڈھیر کو دیکھ لے، یعنی دنیا اور اس کا ساز وسامان کوڑے کا ڈھیر ہے۔

یہ دنیا کے سامان کا انجام ہے:

اس ارشاد کے دو مطلب ہیں، ایک مطلب یہ ہے کہ دنیا کا جتنا ساز وسامان ہوتا ہے، جس کے پیچھے انسان لپکتا ہے، اور جس کو حاصل کرنے کے لئے انسان دوڑ دھوپ کرتا ہے، اور صبح سے لے کر شام تک جس کی جستجو میں سرگرداں رہتا ہے، اگر غور سے دیکھو تو وہ ساز وسامان بالآخر اس کوڑے کے ڈھیر پر منتج ہوتا ہے۔ دنیا کی ساری لذتیں، سارا حسن، ساری خوبصورتی، ساری رعنائیاں، ان سب کا انجام یہ کوڑے کا ڈھیر ہے۔ کیونکہ جو چیز بھی انسان اپنی زندگی میں استعمال کرتا ہے، وہ کتنے بھی اعلیٰ درجہ کی چیز ہو، ایک دن ایسا آئے گا جب وہ کوڑے کے ڈھیر پر پہنچے گی۔

کھانے کا آخری انجام:

مثلاً آپ بڑے شوق اور ذوق سے بازار سے کھانے کا سامان خرید کر لائے پیسے خرچ کئے، محنت کرکے شاندار کھانا تیار کیا، اور بڑی رغبت اور ذوق وشوق سے کھایا۔ لیکن کھانے کے بعد وہ غذا جو بچ گئی، اور وہ غذا جو پیٹ میں چلی گئی۔ دونوں کا انجام کوڑے کا ڈھیر ہے۔ اس لئے کہ جو کھانا بچ گیا، اگر وہ کسی کو دے دیا تو ٹھیک ورنہ جو بچ گیا اور خراب ہوگیا تو وہ کوڑے کے ڈھیر کی زینت بنے گا اور جو کھانا آپ نے کھالیا، اس کھانے کا کچھ حصہ تو جسم کا جزبن گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس کو جزو بدن بنادیا وہ تو بدن کے اندر شامل ہوگیا۔ لیکن باقی کھانا فضلہ کی شکل میں نکل گیا۔

کپڑے کا آخری انجام:

اعلیٰ سے اعلیٰ اور شاندار سے شاندار کپڑا، آپ بڑے ذوق وشوق سے خرید کر لائے، اور پھر اس کو درزی سے شاندار طریقے سے سلوایا، پیسے خرچ کئے اور پھر اس کو پہنا، اور اس کا انجام بھی بالآخر یہی ہوگا کہ وہ لباس پرانا ہوجائے گا اور بوسیدہ ہوجائے گا، اور ایک دن وہ بھی کوڑے کے ڈھیر میں چلا جائے گا۔ دنیا کی کوئی چیز ایسی ہے جس کا انجام بالآخر کوڑے کا ڈھیر نہ ہو۔ بہرحال: اس حدیث کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ دنیا کے ساز وسامان جس کے گرد انسان چکر لگاتا رہتا ہے، اس کو دیکھنا ہو تو اس کوڑے کے ڈھیر کو دیکھ لو کہ اس میں وہ سب چیزیں ملیں گی جس کی خاطر ایک زمانے میں لوگ آپس میں لڑ رہے تھے، اور جس کی خاطر ایک بھائی دوسرے بھائی کا گلا کاٹ رہا تھا، جس کے لئے حلال اور حرام ایک کیا ہوا تھا، یہ سب وہی چیزیں ہیں، جو بالآخر کوڑے میں پہنچ گئیں۔

دنیا کی کوئی نعمت پائیدار نہیں:

اس سے اشارہ اس بات کی طرف کر دیا کہ دنیا کی کوئی نعمت، کوئی لذت، کوئی خوبصورتی پائیدار نہیں، ایک نہ ایک دن اس کو ختم ہونا ہے، اور فنا ہونا ہے، اور ایسا فنا ہونا ہے کہ تم اس سے نفرت کرنے لگو گے، اس لئے کسی ایسی چیز جس کو بالآخر تم نفرت کر کے پھینک دو گے اس کے ساتھ اس طرح دل لگا بیٹھنا کہ صبح سے شام تک اس کے علاوہ کوئی خیال ہی نہ آئے، کسی دانش مند سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

انسان بھی مہذب کوڑا ہے:

دنیا کی دوسری نعمتیں، اور کھانے پینے کا سامان تو اپنی جگہ، خود انسان کا یہی حال ہے کہ ایک انسان بہت محبوب ہے، بہت پیارا ہے، وہ باپ ہے، یا بیٹا ہے، یا بیوی ہے، یا شوہر ہے، یا بھائی ہے، یا بہن ہے، اس انسان کے ساتھ اتنا دل لگا ہوا ہے کہ اس کے تصور کے بغیر چین نہیں آتا، اور اس کی جدائی کسی طرح برداشت نہیں، لیکن جس دن یہ آنکھ بند ہوگئی، اور روح پرواز کر گئی، اور موت آ گئی تو اب وہ انسان چاہے کتنا ہی بڑا سے بڑا جاننے والا ہو، کتنا ہی قریبی اور پیارا کیوں نہ ہو، کوئی شخص اس کو گھر میں رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ اس انسان کا انجام بھی کوڑے کا ڈھیر ہے۔ بس اتنی بات ہے کہ وہ "انسان" مہذب قسم کا کوڑا ہے لہٰذا اس کے ساتھ اکرام کرتے ہوئے اس کو غسل دیکر کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھ کر قبر میں عزت کے ساتھ دفن کر دو۔ بہر حال دنیا کی ہر چیز کا انجام کوڑے کا ڈھیر ہے۔

جتنا لذیذ کھانا اتنا ہی زیادہ بدبودار:

اس لئے اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یاد دلایا کہ تم جن چیزوں سے ہر وقت دل لگائے بیٹھے ہو۔ وہ سب بالآخر اس مقام تک پہنچنے والی ہیں۔ بلکہ میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو غذا جتنی زیادہ لذیذ ہوتی ہے اور اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے، وہ غذا سڑنے کے بعد اتنی ہی زیادہ بدبودار ہو جاتی ہے، اگر معمولی اور سادہ قسم کی غذا ہو تو وہ اگر سڑ جائے تو اس میں اتنی زیادہ بدبو نہیں ہوگی، اور جو جتنی مرغن غذا ہوگی، سڑنے کے بعد اس کے اندر بدبو اتنا ہی زیادہ ہوگی اور دنیا کی تمام نعمتوں کا یہی حال ہے۔

بہر حال: اس حدیث کا ایک مطلب تو یہ ہے اور اس کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ دلادی کہ یہ دنیا ناپائیدار ہے اور بڑی سے بڑی نعمت کا انجام ایک دن یہ کوڑے کا ڈھیر ہے۔

دنیا آخرت کے مقابلے میں کوڑے کا ڈھیر:

اس حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک، اور آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کی ساری نعمتیں، چاہے وہ نعمتیں اپنے شباب پر ہوں۔ اس وقت بھی آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے یہ کوڑے کا ڈھیر۔ ابھی تک چونکہ آخرت کی نعمتوں کی ہوا نہیں لگی اور ابھی تک آخرت کی نعمتیں سامنے نہیں آئیں، اس وجہ سے دنیا کی ان نعمتوں کو ہی سب کچھ سمجھا ہوا ہے، اور دن رات ان دنیاوی نعمتوں کے حصول میں سرگرداں ہے، اور اسی کو اپنا منتہاء مقصود بنایا ہوا ہے، لیکن جس دن اللہ تعالیٰ آخرت کی نعمتوں کا ذرا سا منظر دکھا دیں گے، اس وقت پتہ چلے گا کہ واقعی دنیا کی نعمتیں کوڑے کا ڈھیر تھیں۔

دوزخ کی ہوا لگنے کا نتیجہ:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخرت میں ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے پوری زندگی عیش و آرام میں گزاری، بڑا مال دار، سرمایہ دار اور دولت مند تھا اور دنیا بھر کی نعمتیں اس کے پاس موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ ایک فرشتے سے فرمائیں گے کہ ذرا اس سے پوچھو کہ تم نے دنیا میں کیسی زندگی گزاری؟ وہ شخص جواب دے گا کہ: یا اللہ! بڑے عیش اور آرام میں گزری اور دنیا میں ہر طرح کی نعمتیں میسر رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتے سے فرمائیں گے کہ اس کو ذرا دوزخ کی ہوا لگا کر لے آؤ! چنانچہ فرشتہ اس کو لیجائے گا، اور دوزخ کی ہوا لگا کر اس کو واپس لایا جائے گا۔ پھر سوال ہوگا کہ اب بتاؤ، دنیا میں کسی زندگی گذاری؟ وہ جواب دے گا کہ: یا اللہ! میں نے کبھی خوشی کی صورت بھی نہیں دیکھی، راحت اور نعمت کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ چند لمحے دوزخ کے قریب گزارنے کے نتیجے میں وہ دنیا کی ساری نعمتیں بھول جائے گا۔

جنت کی ہوا لگنے کا نتیجہ:

پھر ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں صرف تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں، صدمے اور پریشانیاں اٹھائیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ دنیا میں کیسی زندگی گزاری؟ وہ کہے گا کہ یا اللہ! میں دنیا میں فقر و فاقہ اور مصیبتوں کا شکار رہا، میں نے دنیا کے اندر کوئی عیش و آرام نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ فرشتے سے فرمائیں گے کہ اس کو جنت کی ہوا لگوا کر لے آؤ۔ چنانچہ اس کو جنت کے پاس سے گزار کر واپس لایا جائے گا تو

پھر سوال ہوگا کہ اب بتاؤ کہ دنیا کی زندگی کیسی گزری؟ وہ کہے گا کہ یا اللہ! میں نے تکلیف اور پریشانی کی شکل تک نہیں دیکھی۔ میری تو ساری زندگی عیش و آرام میں گزری، لہٰذا جنت کے چند لمحات دنیا کی تمام تکالیف پر بھاری ہو جائیں گے اور انسان یہ سمجھے گا کہ میں بہت راحت اور آرام میں زندگی گزار کر آیا ہوں۔ لہٰذا آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کی نعمتیں ایسی ہی بے حقیقت ہیں جیسے کوڑے کا ڈھیر بے حقیقت ہوتا ہے۔

(مسلم شریف، کتاب صفات المنافقین، باب صبغ انعم اهل الدنیا فی النار، حدیث نمبر ۲۸۰۷)

حضور ﷺ کی نظر میں دنیا:

ہماری اور آپ کی عقل ماحول کی حدود میں جکڑی ہوئی ہے، اس سے باہر نکلنے کو تیار نہیں، اور اس سے باہر کی بات سمجھنے کو تیار نہیں، اس وجہ سے اس کو دنیا کی ہر چیز اچھی لگتی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ آخرت کا منظر دکھا دیتے ہیں۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخرت کا منظر دکھا دیا تھا۔ اس لئے آپ کی نظر میں پوری دنیا کوڑے کا ڈھیر تھی۔

ایک عبرتناک واقعہ:

میں نے ایک مرتبہ ایک عبرت کا منظر دیکھا، ہمارے دارالعلوم کے پاس ایک آبادی ہے جو ''کورنگی'' کہلاتی ہے۔ اس آبادی میں کسی کام سے جانا ہوا، اس آبادی کے باہر ایک کوڑے کا ڈھیر تھا اور اس میں دنیا بھر کا کوڑا کرکٹ جمع تھا، اور اس سے اتنی بدبو اٹھ رہی تھی کہ اس کے قریب سے گزرنا مشکل تھا، اس کوڑے کے ڈھیر کے بالکل درمیان میں ایک آدمی کھڑا ہوا تھا، اور اس کے قریب ایک کتا بھی کھڑا ہوا تھا۔ اس کتے اور آدمی کے درمیان ایک ہڈی پر چھینا جھپٹی ہو رہی تھی۔ کتا اس کی کوشش میں تھا کہ وہ ہڈی میں لے جاؤں اور اس آدمی کی کوشش یہ تھی کہ وہ ہڈی میں لے جاؤں اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کسی بڑی دولت پر لڑائی ہو رہی ہے، بہرحال وہ انسان انسان تھا اور کتا کتا تھا، بالآخر وہ انسان کتے پر غالب آ گیا اور اس انسان نے وہ ہڈی کتے سے چھین لی اور اس وقت اسی انسان کی مسرت کا منظر قابل دید تھا اور وہ انتہائی خوشی کا اظہار کر رہا تھا، اور فاتحانہ انداز میں قہقہے لگا رہا تھا، جیسے اس نے بہت بڑی دولت لوٹ لی ہو، اور اس کوڑا کرکٹ میں اس طرح کھڑا ہوا تھا، جیسے وہ کسی گل گلزار میں کھڑا ہوا ہے۔

عقل کھو جانے کا نتیجہ:

یہ واقعہ سن کر آپ حضرات کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ وہ آدمی صحیح العقل نہیں تھا، بلکہ پاگل تھا، عقل کے چلے جانے کی وجہ سے اس انسان کو کوڑے کا ڈھیر گل گلزار نظر آ رہا تھا، اور وہ ہڈی جو اس نے کتے کے منہ سے چھینی تھی وہ اس کو بہت بڑی دولت معلوم ہو رہی تھی، اس واقعہ کو دیکھ کر بڑی عبرت ہوئی کہ انسان عقل کے کھو جانے پر اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

وہ انسان بھی پاگل ہے:

بعد میں خیال آیا کہ جس طرح میں اس انسان کی اس حرکت پر حیرت کر رہا ہوں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تھوڑی سی عقل دے رکھی ہے۔ اس طرح جب انبیاء علیہم السلام نے اس دنیا کی حقیقت معلوم کر لی، اور ان کو پتہ چل گیا کہ یہ دنیا حقیقت میں کیا چیز ہے اور جو انسان اس دنیا کو حاصل کرنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ اس انسان کی مثال اس پاگل جیسی ہے جو کتے کے منہ میں ہڈی چھین کر فاتحانہ انداز میں قہقہے لگا رہا تھا۔

دنیا کی حقیقت ابھی دیکھی نہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں اللہ جل شانہ نے اس دنیا کی حقیقت کا علم عطا کر دیا، دیکھ کر بھی، اور وحی کے ذریعہ بھی۔ وہ آ کر اس دنیا کو کوڑے کا ڈھیر نہ سمجھیں تو کیا سمجھیں؟ اصل بات زاویہ نگاہ کی ہے، اس دنیا کی حقیقت کو دیکھا نہیں ہے، اور جس دن اس کی حقیقت کو دیکھ لوگے، اور وہ مرنے کے بعد ہی دیکھ سکو گے۔ یا جب کوئی دیکھنے والا اس دنیا کی حقیقت بتا دے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بڑھ کر اس دنیا کی حقیقت دیکھنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ اور آپ نے اس کی حقیقت بیان فرما دی، اگر وہ بات ہمارے دل میں اتر جائے تو واقعۃً پھر یہ دنیا ایسی ہی بے حقیقت نظر آئے گی جیسے کوڑے کا ڈھیر ہو۔

صحابۂ کرام دنیا کے طلب گار نہیں تھے:

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حال یہی تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے آخرت پر ایمان، یقین اور دنیا کی بے ثباتی پر یقین ان کے دلوں میں اس طرح جاگزیں کر دیا تھا کہ:

''شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہاں داروں کی''

دنیا کی بڑی سے بڑی تہذیب میں پہنچ گئے اور جگ مگ کرتے مناظر سامنے آئے، لیکن دل میں چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بیٹھی ہوئی تھی، اس لئے یہ دنیا ان کو دھوکہ نہیں دے سکی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ دنیا کے اندر رہے، لیکن دنیا کے طلب گار بن کر نہیں رہے، دنیا کے محب بن کر نہیں رہے، اور اس ''دنیا'' کی خاصیت یہ

ہے کہ جو شخص اس دنیا سے منہ موڑ لے اور اس دنیا کی محبت اپنے دل سے نکال دے، تو پھر یہ دنیا ذلیل ہو کر اس کے قدموں میں آتی ہے۔ صحابہ کرام کے قدموں میں بھی آ کر یہ دنیا اسی طرح گری ہے۔ دنیا بھر کے خزانے ان کے قدموں میں ڈھیر ہوتے۔

پوری دنیا ایک مکھی کے پر کے برابر:

اس حدیث میں اگلا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ:

"لو ان الدنیا تعدل عند اللّٰہ جناح ذباب ما اعطی کافرا منھا شیئا۔" (کتاب الزہد، حوالہ بالا)

کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حقیقت مکھی کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو اس کا ایک گھونٹ بھی کبھی نہ پلاتے، لیکن چونکہ اللہ کے نزدیک یہ دنیا بے حقیقت چیز ہے، اس لئے کافروں پر انڈیل رکھی ہے۔ لو کھاؤ، اور مزے اڑاؤ۔ لیکن آخرت میں تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔

پھر یہ دنیا تمہیں نہیں ڈسے گی:

ایک طرف تو یہ کہا جا رہا ہے کہ کسب معاش بھی دین کا ایک حصہ ہے، ضرورت کے مطابق انسان اپنے لئے دنیاوی سامان جمع کرے، اس کی اجازت ہے، لیکن بار بار یہ بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ذہن نشین کراتے رہے کہ اس دنیا کے اندر رہو، اس دنیا کو حاصل کرو، اس کو برتو ضرور، لیکن اس دنیا کی حقیقت ذہن میں رہے۔ اگر اس دنیا کی حقیقت ذہن میں رکھ کر اس کو حاصل کرو گے تو پھر یہ دنیا تمہیں ڈسے گی نہیں۔ لیکن اس کی حقیقت سمجھے بغیر اس دنیا کے پیچھے چل پڑے تو یہ دنیا تمہیں تباہ کر دے گی، اور تمہیں کسی کام کا نہیں چھوڑے گی۔

حضرت سعد بن معاذؓ کو دیئے جانے والے رومال:

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ کسی دوسرے ملک سے بہت عمدہ کپڑا آ گیا، وہ ریشمی کپڑا تھا، صحابہ کرام کے سامنے جب وہ کپڑا آیا تو چونکہ ایسا کپڑا کبھی دیکھا نہ تھا۔ اس لئے صحابہ کرام نے اس کی عمدگی پر حیرانی کا اظہار کیا، اور ایک دوسرے کو ہاتھ میں لیکر دکھانے لگے کہ دیکھو کتنا عمدہ کپڑا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا کہ صحابہ کرام اس طرح ایک دوسرے کو یہ کپڑا دکھا رہے ہیں تو کہیں ان کے دلوں میں اس کپڑے کی محبت نہ سما جائے۔ اسی وقت ان صحابہ کرام سے آپ نے فرمایا: "لَمَنَادِیلُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ خَیْرٌ مِنْهَا" (بخاری شریف، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذؓ، حدیث نمبر ۳۸۰۲)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، ایک صحابی تھے، جن کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کا نام لے کر فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ کو جنت میں جو رومال عطا ہوئے ہیں، وہ رومال اس کپڑے سے ہزار درجہ بہتر ہیں، اس سے اشارہ اس طرف فرما دیا کہ دنیا کی کسی چیز سے اتنا دل مت لگاؤ کہ تم آخرت کو بھول جاؤ۔ قدم قدم پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تعلیم دیا کرتے تھے۔

ہمارے افکار کا محور یہ دنیا ہے:

صحابہ کرام میں اور ہم میں یہی فرق ہے کہ دنیا صحابہ کرام کے پاس بھی آئی، اور بہت سے صحابہ کرام مالدار اور صاحب ثروت بھی ہوئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، یہ سب اغنیاء اور مالدار صحابہ کرام تھے۔ لیکن مالدار ہونے کے باوجود دنیا ان کی سوچ کا، ان کی فکر کا اور ان کی دوڑ دھوپ کا محور نہیں تھی کہ ہر وقت صبح شام صرف دنیا کا تذکرہ ہے، صرف دنیا ہی کا خیال ہے، صرف دنیا ہی کی فکر ہے، اور کسی طرف دھیان ہی نہیں۔ جبکہ ہم نے اپنی سوچ و بچار اور اپنی فکر کا محور اس دنیا کو بنا رکھا ہے۔ اسی چیز کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ختم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دنیا سب کا سب کوڑے کا ڈھیر ہے۔

ماں کے پیٹ میں بچہ کی سوچ:

دیکھئے، جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس وقت اس نے دنیا نہیں دیکھی ہوتی، اس بچے سے اگر پوچھا جائے کہ جس دنیا میں تو زندگی گزار رہا ہے، یہ دنیا کیسی ہے؟ وہ بچہ اس دنیا کو اپنے لئے بہت شاندار سمجھے گا کہ ماں کا پیٹ ہی میرے لئے سب کچھ ہے اور اگر اس کو کوئی بتائے کہ یہ ماں کا پیٹ تو بہت چھوٹی سی جگہ ہے، اور تیری اس دنیا سے باہر اتنی بڑی دنیا ہے کہ وہ تیری اس دنیا سے لاکھوں کروڑوں گنا بڑی دنیا ہے تو اس بچے کو اس بات کا یقین نہیں آئے گا اور وہ یہ کہے گا کہ میری دنیا تو یہی ہے، اس سے بڑی دنیا اور کیا ہوگی۔

چھوٹے بچے کی غذا:

میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب صاحبزادے ماں کے پیٹ سے نکل کر اس دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو ترک وطن کے صدمہ میں روتے ہوئے تشریف لاتے ہیں، لیکن یہاں پہنچنے کے بعد جب وہ اس وسیع دنیا کو دیکھتے ہیں تب ان کو احساس ہوتا ہے کہ ہم تو بڑی حماقت میں مبتلا تھے وہ تو بہت تنگ و تاریک جگہ

تھی، وہ تو بہت گندی جگہ تھی، اوراس غذا کا آج تصور کرو کہ وہاں پر کیا غذا مل رہی تھی تو اس غذا کا تصور کر کے گھن آئے گی اور آگے بڑھے تو اس کمرے کو جس میں صاحبزادے رہائش پذیر تھے۔ اسی کمرے کو بہت بڑا تصور کر رہے تھے کہ بس یہی ساری کائنات ہے، اوراس وقت جوان کو غذا دی گئی، یعنی ماں کا دودھ، اگر وہ نہیں مل رہا ہے، تو صاحبزادے رو رہے ہیں، اور رو رو کر طلب کر رہے ہیں، کوئی اس بچے سے کہے کہ ماں کے دودھ کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس سے بڑی بڑی نعمتیں اس کائنات کے اندر موجود ہیں، لیکن صاحب زادے اس دودھ کو سب سے بڑی نعمت سمجھے ہوئے ہیں۔

ایک اور زندگی آنے والی ہے:

جب وہ اور بڑے ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس دنیا کے اندر تو اور بھی بہت شاندار شاندار نعمتیں ہیں، اور لذیذ اشیاء کھانے کے لئے موجود ہیں۔ اب اس سے کوئی کہے کہ ان نعمتوں کو چھوڑ دو، اور وہ ماں کا دودھ پیو، یا مصنوعی دودھ پیو، تو اب اس دودھ کے پینے کے تصور سے گھن آتی ہے اب اس نے اپنی نعمتوں کو سب کچھ سمجھا ہوا ہے کہ بس، یہی سب کچھ ہے، اس سے آگے دیکھنے کو تیار نہیں۔ لیکن وہ حضرات انبیاء علیہم السلام جن کی نگاہیں آگے کی نعمتوں کو دیکھ رہی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ارے بھائی، ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے؟ اب تک جو کچھ تم نے دیکھا، وہ کوڑے کا ڈھیر ہے، اس کے بعد ایک اور زندگی آنے والی ہے، وہاں پتہ چلے گا کہ اصل نعمتیں کیا ہیں، جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہاں تیار کر رکھی ہیں۔

ایک سبق آموز واقعہ:

بہت عرصہ پہلے کی بات ہے، میں ایک مرتبہ ہندوستان ایک گاؤں میں گیا، بمشکل اس گاؤں میں تین چار سو آدمی رہتے تھے، اور وہ گاؤں شہر سے دور تھا، وہاں ایک بوڑھی خاتون رہتی تھی، اس خاتون کو پتہ چلا کہ کچھ لوگ کراچی سے آئے ہیں۔ وہ خاتون ملنے کے لئے آگئی، اور آکر پوچھا کہ بیٹا تم کراچی میں رہتے ہو، میں نے کہا جی ہاں! اس خاتون کے بیٹے کا نام حسن تھا، وہ بھی کراچی میں رہتا تھا، وہ خاتون پوچھنے لگی کہ تم حسن کو جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں تو حسن کو نہیں جانتا۔ وہ خاتون کہنے لگی کہ تم کراچی میں رہتے ہو اور حسن کو نہیں جانتے، اس خاتون کو اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ ایک شہر میں رہتے ہوئے یہ شخص حسن کو نہیں جانتا، کتنا بے وقوف آدمی ہے۔ میں نے اس خاتون سے کہا کہ کراچی بہت بڑا شہر ہے اس میں ایک آدمی دوسرے آدمی کو نہیں جانتا۔ وہ خاتون بیچاری یہ سمجھ رہی تھی کہ جس طرح ہمارا یہ گاؤں ہے، اس میں ہر شخص دوسرے کو پہچانتا ہے، اس طرح کراچی میں بھی ہر شخص دوسرے کو جانتا ہوگا۔ اس کی عقل میں یہ بات کسی طرح نہیں تھی کہ ایک شہر میں رہنے والے لوگ ایک دوسرے کو نہیں جانتے ہوں گے، اس لئے کہ اس کی محدود عقل نے وہ چھوٹا سا گاؤں ہی دیکھا تھا، اس سے آگے کبھی اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔

ہم بھی اس بڑھیا کی طرح ہیں:

یہی حال ہم سب لوگوں کا ہے کہ ہم نے اپنی محدود زندگی میں بس یہ دنیا ہی دیکھی ہے، اس بڑھیا پر تو ہم لوگ ہنستے ہیں، اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص اس دنیا سے باہر کی کوئی خبر لائے تو اس پر حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ خبر سچی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے۔ اگر یہ بات دل میں بیٹھ جائے تو پھر دنیا کی حقیقت روشن ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں یہ بات اتار دے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔☆☆

پیمرا فحاشی، عریانی کے پروگرام روکنے میں ناکام ہو چکا ہے: علماء کرام

لاہور ... صحابہ اور اہلبیت معیار حق ہیں، ان مقدس شخصیات کے بارے میں کوئی توہین آمیز ریمارکس ناقابل برداشت ہے، حکومت ایسے افراد کے خلاف بروقت کارروائی کرے۔ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں گستاخی ناقابل برداشت عمل ہے، پیمرا فحاشی، عریانی کے پروگرام روکنے میں ناکام ہو چکا ہے۔ معاشرے میں بے حیائی کے پروگراموں کو روکنا بھی شرعی اور آئینی ذمہ داری ہے۔ ارباب اقتدار کے خلاف پروگراموں کو گہری نظروں سے دیکھا جاتا ہے، لیکن اسلاف اکابرین کے حوالے سے پروگراموں کی اجازت کیوں دی جارہی ہے؟ اہل بیت صحابہ کرامؓ کے خلاف کسی پروگرام کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، پیر رضوان نفیس، مولانا علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا سید ضیاء الحسن نے شان صدیق اکبرؓ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ معیار حق ہیں پیمرا فوری طور پر حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں گستاخی کرنے والے نجی چینل کے خلاف کارروائی عمل میں لائے۔

کیا تعلیماتِ نبوی پر مسیحیت کا اثر ہے؟

(دوسری قسط)

ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی

شام کا دوسرا واقعہ اور نسطورا سے ملاقات کی اصلیت:

اسی نوعیت کا دوسرا واقعہ بھی ملک شام میں اس وقت پیش آیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ آپ کا یہ سفر بھی تجارت کی غرض سے ہوا تھا۔ حضرت خدیجہ کا مال لے کر جارہے تھے۔ آپ کے معاون کے طور پر حضرت خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کردیا تھا۔ (ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ طبری (تاریخ الرسل والملوک) دارالمعارف، قاہرہ، ۱۹۷۷ء، ج:۲، ص:۲۷۸-۲۷۹) جب یہ تجارتی قافلہ شام کے علاقہ بصریٰ میں پہنچا تو سب لوگوں نے پڑاؤ ڈالا۔ دھوپ کی شدت سے بچنے کے لئے آپ ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لگے۔ اب کی بار نسطورا راہب اپنے خیمہ سے نکل کر قافلہ والوں کے پاس آیا۔ یہاں تک کہ اس نے میسرہ سے پوچھا کہ اس درخت کے نیچے آرام کرنے والا شخص کون ہے؟ اس نے کہا کہ مکہ کے قریش کا ایک فرزند ہے۔ راہب نے کہا کہ آج تک اس درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی دوسرا آدمی نہیں بیٹھا، یہ کوئی غیر معمولی آدمی نظر آتا ہے۔ پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور گفت وشنید کی۔ راہب آپ سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوا۔ بعض نشانیوں کو دیکھ کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات واطوار کو ملاحظہ کرنے کے بعد اسے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں دقت نہ ہوئی کہ یہ نبی آخرالزماں ہیں۔ مگر یقینی بات کہنے کے لئے اس کے پاس کوئی مضبوط دلیل نہ تھی۔ یہاں تک کہ حضور اپنی تجارت سے فارغ ہوئے اور وطن لوٹے۔ چوں کہ میسرہ ہروقت آپ کے ساتھ رہتے تھے، اس لئے وہ حضور کے افعال وگفتار اور اخلاق وکردار سے بہت متاثر ہوئے۔ اس کا ذکر انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا تو وہ بھی آپ کی قدرداں ہوگئیں۔ یہاں تک کہ حضرت خدیجہؓ نے آپ سے نکاح کی پیش کش کردی۔

ابن جریر طبری نے اس دوسرے سفر کے متعلق زیادہ تفصیلات بیان نہیں کی ہیں۔ انہوں نے بس اتنا لکھا ہے کہ میسرہ سے راہب نے پوچھا کون یہ شخص ہے۔ میسرہ نے مذکورہ باتیں بیان کردیں، اس پر راہب نے کہا کہ: "مانزل تحت هذه الشجرة قط الا نبي" (محمد بن الباقی الزرقانی، شرح مواہب اللدنیہ، مطبعۃ الازہریۃ، مصر، ۱۳۲۵ھ، ج:۱، ص:۱۹۵) اس کے بعد انہوں نے تجارت سے واپسی اور مکہ پہنچنے کا ذکر کیا ہے۔

ان واقعات کا کمزور پہلو:

ان واقعات کے متعلق ایسی بہت سی باتیں بعض دوسری کتابوں میں جگہ پاگئیں ہیں جو درست معلوم نہیں ہوتیں۔ ان میں سے بعض باتیں یہ ہیں۔ ایک یہ کہ قافلے والے حضور کو سامان کی حفاظت کے لئے خیمہ میں چھوڑ کر راہب کی دعوت کھانے چلے گئے۔ لاکھوں کا سامان تجارت ایک بچہ کی نگرانی میں چھوڑ کر جانا خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے۔ جب حضرت ابوطالب سفر کے لئے نکل رہے تھے تو حضور نے اپنے چچا کا دامن تھام لیا اور سفر میں ساتھ جانے پر اصرار کرتے رہے، بہ مشکل تمام ابوطالب اپنے ساتھ لے جانے پر راضی ہوئے۔ جب قافلہ والوں کی دعوت راہب نے کی تو حضرت ابوطالب اپنے بھتیجے کو غیر مامون جگہ پر تنہا چھوڑ کر ہرگز نہیں جاسکتے تھے، وہ آپ کو ضرور اپنے ساتھ لے کر جاتے۔ راہب نے لات وعزیٰ کی قسم دے کر حضور سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہا حضور نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم مجھے نہ دو مجھے اس سے نفرت ہے۔ تب اس نے کہا کہ اچھا اللہ کے واسطے سے بتاؤ۔ پھر آپ نے راہب کے تمام سوالات کا ٹھیک ٹھیک جواب دیا۔ راہب نے آپ کی مہر نبوت کو ملاحظہ کیا اور پہچان لیا کہ آپ ہی نبی آخرالزماں ہیں۔ اس کا اظہار راہب نے ابوطالب سے کیا اور کہا کہ اس کی حفاظت کرنا، مبادا یہود پہچان لیں گے تو انہیں قتل کرڈالیں گے۔ جیسے ہی ابوطالب نے بچہ کو وہاں

سے رخصت کیا سات شر پسند رومی حضور کو تلاش کرتے ہوئے خانقاہ میں پہنچ گئے اور اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ ہم محمد کا قتل کرنے آئے ہیں۔ مگر راہب کے سمجھانے پر وہ اپنے فعل سے باز آ گئے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری باتیں جو اس واقعہ کے متعلق بیان کی جاتی ہیں بے بنیاد اور من گھڑت معلوم ہوتی ہیں۔

اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ ۱۲ سال کی عمر میں خود حضور کو معلوم ہوگیا تھا کہ آپ عنقریب نبی بنائے جانے والے ہیں۔ اسی طرح مکہ والے بھی جان گئے تھے کہ آپ ہی آخری نبی ہیں اور اس کی شہرت دور دور تک پھیل جانی چاہئے تھی۔ اگر راہب کی باتوں کا اعتبار کر لیا جائے تو کم از کم اس سفر کے بعد لوگوں نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیوں نہیں کیا۔

اس سفر کے بعد آپ نے یقیناً کئی اسفار بغرض تجارت کئے ہوں گے جس کی تفصیلات نہیں ملتیں۔ لیکن بالکل اسی نوعیت کا دوسرا واقعہ بغرض تجارت جاتے ہوئے بصریٰ کے مقام پر ظاہر ہوا اور اس وقت بھی اسی خانقاہ کے ایک راہب جو نسطورا کہلاتا تھا کا واسطہ آپ سے پڑا اور اس نے بھی آپ کے نبی بنائے جانے کی تصدیق کی۔ یہ بات تو تسلیم کی جا سکتی ہے کہ اگر یہ سفر یقینی ہے تو آپ نے ایک درخت کے نیچے آرام کیا ہوگا اور راہب نے کہا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ کے بعد سے لے کر آج تک کوئی دوسرا آدمی اس درخت کے نیچے نہیں بیٹھا۔ مگر یہ کہنا صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ اس کے نیچے بیٹھنے والا شخص ہی نبی آخرالزماں ہے۔ علامہ زرقانی نے شرف المصطفیٰ کے حوالے سے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ پھر نسطورا آپ کے قریب ہوا اور آپ کے قدم چومے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول اور نبی امی ہیں، جس کی بشارت عیسیٰ نے دی تھی اور کہا تھا کہ میرے بعد اس درخت کے نیچے آپ کے سوا کوئی نہ بیٹھے گا۔ (سیرت ابن اسحاق، ص: ۸۶) واقعہ کی تفصیل میں یہ بات بھی ملتی ہے کہ میسرہ نے پورے راستے میں آتے جاتے دیکھا کہ دو فرشتے مستقل آپ پر سایہ کئے رہتے ہیں۔ یہ کوئی غیر معمولی واقعہ نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ خود تعجب کرتے اور قافلہ میں موجود لوگ حیرت میں پڑ جاتے کہ آخر ماجرا کیا ہے؟

غیر معمولی باتوں کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں نہیں ہوا؟

اگر اس واقعہ میں صداقت ہوتی تو یہ بات مکہ سے لے کر شام تک اور شام سے لے کے مکہ تک تو مشہور ہو ہی جاتی مگر روایات سے بس اتنا پتا چلتا ہے کہ میسرہ نے پورے راستہ اس منظر کو ملاحظہ کیا۔ رہی بات راہب کے اس علامت کے ملاحظہ کرنے کی تو یہ کوئی بعید بات نہیں ہے، کیوں کہ بعض لوگ اپنے علم اور ریاضت کی وجہ سے بعض وقت اللہ کی نشانیوں کو ملاحظہ کر لیتے ہیں۔ مگر پہلے تو یہ ثابت ہو جائے کہ ایسا ہوا بھی کہ نہیں۔ پھر جب حضور تجارتی سفر سے لوٹ کر مکہ میں آئے تو حضرت خدیجہؓ نے اپنے بالا خانے سے دیکھا کہ حضور اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے آپ پر سایہ کئے ہوئے ہیں اس منظر کو حضرت خدیجہؓ نے اپنی سہیلیوں کو دکھایا جو اس وقت موجود تھیں۔ اس پر ان لوگوں کو تعجب ہوا۔ میسرہ نے راستے کے عجائبات اور آپ کی کرامت و بزرگی کا تفصیل سے ذکر کیا اور راہب کی بات بیان کی کہ آپ نبی آخرالزماں ہیں جس کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی ہے۔ ان باتوں کو سننے اور آپ کی کرامت و بزرگی کو دیکھ کر حضرت خدیجہ نے اپنے آپ کو آپ سے منسوب کرنے کا پیغام بھیج دیا جسے آپ نے قبول بھی کر لیا۔ (شرح مواہب اللدنیہ، ص:۵۱۹) اس طرح کی باتوں سے تو بالکل یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس بار بھی آپ کو ۱۵ سال پہلے معلوم ہوگیا کہ آپ نبی بننے والے ہیں، جو صحیح نہیں ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ آپ شروع سے ہی نیک، شریف اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے، لیکن خود آپ پر اپنا مقصد زندگی واضح نہیں تھا اور نہ آپ نے مستقبل کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا تھا۔ ایک عام انسان کی طرح زندگی گزارتے تھے۔ مگر بنیادی فرق یہ تھا کہ آپ کائنات کی ہر چیز پر غور و فکر کرتے تھے اور وحدانیت کے تصور سے آپ کا سینہ سرشار تھا۔ اس لئے یہ بات کس طرح درست ہو سکتی ہے کہ جیسا کہ علامہ زرقانی اور حافظ ابن حجر نے ابو سعید کے حوالے سے کہا کہ راہب آپ پر ایمان لے آیا تھا۔ (سیرت سرور عالم، ج:۲، ص:۵۸) نبوت ملی نہیں ایمان لانے کا عمل کیسے واقع ہوگیا۔

آیات قرآنی سے واقعہ کی تغلیط :

مذکورہ دونوں اسفار میں راہب سے علمی استفادہ کو درست مانا جائے تو پھر قرآن کی مندرجہ ذیل آیتوں کا کیا جواب ہوگا، جس میں کہا گیا ہے کہ آپ نبوت کی امید لگائے ہرگز نہ بیٹھے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَمَا كُنتَ تَرْجُوْٓا أَنْ يُّلْقٰٓى إِلَيْكَ الْكِتَابُ“ (القصص:۸۶)

ترجمہ: اور آپ ہرگز اس کے امیدوار نہ تھے کہ آپ پر کتاب نازل کی جائے گی۔"

ایک اور مقام پر آپ کی امیت کو واضح کرنے کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ آپ کو کیا معلوم کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہوتی ہے، اگر اس بات کا پہلے سے علم ہوتا کہ آپ نبی بنائے جانے والے ہیں تو یہ بڑی بات ہوتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيْمَانُ" (الشوریٰ:۵۲)

ترجمہ: "تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا ہوتا ہے۔"

آئندہ کے لئے اس طرح کی باتیں وہی شخص سوچ سکتا ہے جو سماج کا سب سے اعلیٰ فرد ہو۔ جیسا کہ کفار ومشرکین کی گفتگو قرآن نے نقل کی ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو اور دوسرا معزز آدمی نہیں ملا تھا کہ وہ اسے نبی بناتا۔ (زخرف:۳۰) پھر دو مرتبہ جب آپ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ عنقریب نبی بنائے جانے والے ہیں، تو آپ کے دل میں اس کی امنگ پیدا نہ ہوئی ناقابل فہم بات ہے۔ اگر ایسا ہوا تو نعوذ باللہ قرآن کی تصریحات غلط ہیں یا پھر قرآن نے جو کچھ کہا ہے تو اسے ہی صحیح مانا جائے اور ماننا بھی چاہئے تو اس سفر میں جو خرق عادات باتیں سامنے آتی ہیں وہ لغو ہیں۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"یہ واقعہ جس پر مستشرقین نے بہت سے قیاسات کی عمارت اٹھائی ہے اور ان علوم کو جو رسول ہونے کے بعد آپ سے ظاہر ہوئے، عیسائی راہبوں سے حاصل کردہ معلومات قرار دیا ہے۔ اس پر مزید خود ہمارے ہاں کی بعض روایات بھی ایسی ہیں جو ایک حد تک ان قیاسات کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ دراصل یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے کہ ایک زاہد مرتاض آدمی جس نے مجاہدوں سے اپنی روحانی قوتوں کو نشوونما دیا ہو، کچھ غیر معمولی برکات کے آثار دیکھ کر محسوس کرلے کہ اس قافلہ میں کوئی عظیم شخصیت موجود ہے، اور آپ کو دیکھ کر اسے اپنے اندازوں کی تصدیق ہوگئی ہو۔ نیز اس نے اس خیال سے کہ یہودی ایک حاسد قوم ہیں اور وہ عرب کے امیوں میں کسی عظیم شخصیت کے ظہور کو اپنے لئے خطرہ سمجھ کر اس کے درپے آزار ہوسکتے ہیں، ابوطالب کو ان سے بچانے کا مشورہ دیا ہو۔ لیکن یہ بات قابل تسلیم نہیں ہے کہ اس نے یہ سمجھ لیا کہ آپ ہی وہ ہونے والے نبی ہیں جن کے آنے کی خبر پچھلی کتابوں میں دی گئی ہے، کیوں کہ پیشین گوئیوں سے یہ ضرور معلوم ہوتا تھا کہ ایک نبی آنے والے ہیں اور ان کا نام محمد ہوگا، لیکن تعیین کے ساتھ یہ معلوم کرلینا ممکن نہ تھا کہ حضور ہی وہ نبی ہیں۔"

(شیخ محمد الغزالی، فقہ السیرۃ، مطبعۃ حسان، قاہرہ، ۱۹۷۶ء، ص:۶۸)

اسی واقعہ کے تناظر میں شیخ محمد غزالیؒ لکھتے ہیں:

"خواہ یہ واقعہ صحیح ہو یا غلط، لیکن بعد میں اس کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ نہ حضرت محمد نے نبوت کی توقع یا اس کے لئے تیاری شروع کی، نہ اہل قافلہ نے بعد میں اس واقعہ کو پھیلایا اور اس طرح بھول گئے جیسے کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں تھا۔"

(شیخ محمد الغزالی، فقہ السیرۃ، مطبعۃ حسان، قاہرہ، ۱۹۷۶ء، ص:۸۶)

علماء ومحدثین کے نزدیک تجارتی اسفار اور حدیث کی حقیقت:

محدثین کی بیان کردہ روایات میں دیگر باتوں کے ساتھ ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ ان میں بیان کیا گیا ہے کہ بحیرا راہب کے کہنے پر ابوطالب نے اپنے بھتیجے کو حضرت ابوبکر اور حضرت بلال کی معرفت مکہ روانہ کردیا۔ اس وقت حضرت ابوبکر خود چھوٹے تھے اور حضرت بلال کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اس بنا پر علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ باطل ہے۔ علامہ مبارک پوری تحریر کرتے ہیں علامہ ذہبی نے حدیث کے مذکورہ جملے کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے، کیوں کہ ابوبکر نے بلال کو اس وقت خریدا بھی نہ تھا۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک بلال کا وجود ہی نہ تھا اور اگر تھا تو اس وقت تک ابوبکر یا ابوطالب کے ساتھ نہیں تھے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ترمذی، حاکم، بیہقی اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے اس میں بعض عجیب باتیں ہیں، یہ مرسلات صحابہ میں سے ہے، اس لئے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری جو اس کے راوی ہیں غزوہ خیبر کے سال تشریف لائے تھے۔ اصطلاحات حدیث کی رو سے یہ حدیث معلل ہے۔ (سیرۃ النبی، ج:۱، ص:۱۲۸)

(جاری ہے)

غیبت.... ایک گناہِ کبیرہ!

حضرت مفتی مزمل حسین کاپڑیا مدظلہ

شریعت مطہرہ کا ایک بہت بڑا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا پاک وصاف اسلامی معاشرہ قائم کیا جائے جس میں ہر مسلمان کی عزت وآبرو محفوظ رہے اور کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان بھائی کو اذیت اور تکلیف نہ پہنچائے۔ ان کے باہمی تعلقات خوش گوار ہوں اور ایک دوسرے کے لئے دلی ہم دردی اور خیر سگالی کے جذبات ہوں۔

چنانچہ اس وجہ سے وہ بداخلاقیاں اور ایذا رسانیاں جن سے کسی مسلمان کی عزت وآبرو کا تحفظ قائم نہ رہ سکے اور ان کے باہمی تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو تو شریعت میں ایسی بداخلاقیوں سے ممانعت کی گئی ہے۔ مثلاً خیانت، وعدہ خلافی، دھوکہ بازی، چوری، ڈکیتی، حسد، چغل خوری، غداری، بہتان تراشی، طعنہ بازی، فحش گوئی اور غیبت وغیرہ۔

قرآن کریم اور احادیث میں ان کی ممانعت جابجا ملتی ہے۔ قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ سورۂ حجرات میں چند بداخلاقیوں کی خاص طور پر ممانعت کی گئی ہے اور وہ ہیں تمسخر، طعنہ، برے القاب سے پکارنا، بدگمانی کرنا اور غیبت کرنا۔ لیکن جو طرز بیان اور اسلوب تمثیل غیبت کی مذمت میں اختیار کیا گیا ہے وہ نہایت انوکھا ہے۔ ارشاد ربانی ہے، جس کا مفہوم ہے: ’’تم ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو گوارا کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو۔‘‘ اس آیت میں غیبت کو اپنے مردہ مسلمان بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

غیبت ہمارے معاشرہ کی ایک ایسی دیمک ہے جس نے انسانی معاشرہ کے باہمی تعلقات کو کھوکھلا کرکے رکھ دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود آج کل جو گناہ ہمارے معاشرہ میں سب سے زیادہ مروج ہے وہ یہی غیبت ہے۔ ہماری زندگی کا کوئی شعبہ اور ہمارے افراد کا کوئی طبقہ شاید ہی اس گناہ سے خالی ہو۔ زیر نظر مضمون میں احادیث کے حوالے سے غیبت کے مختلف پہلوؤں پر کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس امید پر کہ شاید یہ ہماری زندگیوں کے لئے اہم موثر بن جائے۔

شریعت میں غیبت اس کو کہتے ہیں کہ: ’’کسی شخص کی عدم موجودگی میں بہ نیت تذلیل اس کے وہ عیوب بیان کرنا جن کا ذکر اس کو ناپسند ہو۔ خواہ اس عیب کو صراحتاً زبان سے بیان کیا جائے یا تحریر سے۔ اشارۃً ہو یا کنایۃً، اعضاء کے ذریعہ سے ہو یا کسی اور طریقہ سے۔‘‘

احادیث میں غیبت کی اس تعریف کے بعض پہلوؤں کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت جو صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی اور اس کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سوال کیا: ’’کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟‘‘

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ذکرک اخاک بما یکرہ‘‘ ’’اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرنا کہ اگر وہ سن لے تو ناپسند کرے تو صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے سوال کیا: ’’اگر میں اپنے بھائی کی وہ برائی بیان کروں جو اس میں ہے تو اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟‘‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو برائی اس میں ہے اس کو تم بیان کرو، یہی تو غیبت ہے۔ ورنہ اگر تم نے اس کی طرف ایسی برائی منسوب کردی جو اس میں نہیں تو یہ بہتان ہے۔‘‘

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی کے لفظ سے اس طرف اشارہ فرمادیا کہ جس شخص کی تم غیبت کر رہے ہو اس سے اگر چہ تمہاری رشتہ داری نہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ تمہارا بھائی ہے۔ اس لئے کہ جس انسان کی غیبت کی جارہی ہے اگر وہ کافر بھی ہے تو اس کے جد اعلیٰ بھی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اگر وہ مسلمان ہے تو پھر انسانی اخوت کے علاوہ اسلامی اور دینی

اخوت بھی پائی جارہی ہے اور اسلامی اخوت مسلمانوں کو جسم واحد کی طرح بنا دیتی ہے۔ جس طرح جسم واحد کا کوئی عضو دوسرے عضو کو نقصان نہیں پہنچاتا اور اس کے خلاف کوئی سازش نہیں کرتا اس طرح ایک مسلمان کو بھی دوسرے مسلمان کی ایذا رسانی اور اس کے عیوب کی تشہیر کا سبب نہیں بننا چاہئے۔

آج کل ہم جس طرح سے غیبت کے مرض میں مبتلا ہیں اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ صرف یہ بلکہ عموماً غیبت کرنے کے بعد ہمیں یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم نے غیبت کی ہے اور اگر کسی کے احساس دلانے پر احساس ہو بھی جائے تو نفس یہ دھوکہ دیتا ہے کہ تم نے غیبت کب کی ہے۔ غیبت اس کو نہیں کہتے۔ غیبت کا تو مفہوم ہی اور ہے۔ چنانچہ عموماً غیبت کے مفہوم کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کی ایسی برائی بیان کرنا جو کہ اس میں نہ ہو یہ غیبت ہے اور اگر ایسی برائیاں کی جائیں جو کہ اس شخص میں واقعتاً موجود ہیں تو یہ غیبت میں شامل نہیں۔ حالاں کہ مذکورہ بالا حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوال کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکتہ کی نشان دہی واضح الفاظ میں فرمادی کہ ایسی برائیاں بیان کی جائیں جو اس میں ہوں تب تو غیبت ہے اور اگر کوئی ایسی برائی اس کی طرف منسوب کردی جو اس میں نہ ہو۔ تب یہ غیبت نہیں، بلکہ بہتان اور الزام تراشی ہے۔

اسی طرح بعض لوگوں کو غیبت کے مفہوم کے بارے میں یہ غلط فہمی ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کی ایسی برائی بیان کرنا جو اس کے سامنے کہنے کی ہمت نہ ہو غیبت ہے اور اگر اس کے سامنے کہنے کی ہمت ہو تو غیبت نہیں ہے۔ اس لئے اگر کسی غیبت کرنے والے سے کہا جائے کہ تم نے غیبت کی ہے تو جواب دیتے ہیں: ”ارے! یہ بات تو ہم اس کے منہ پر بھی کہہ سکتے ہیں“ حالاں کہ غیبت کے مفہوم کے بارے میں جو حدیث اوپر گزری اس میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ وہ بات اس کے سامنے کہی جاسکتی ہو یا نہیں۔ بلکہ صرف اتنا مذکور ہے کہ وہ بات اس کو بری محسوس ہو تو یہ غیبت میں شامل ہے۔ بعض لوگوں کو ایک شبہ غیبت کے مفہوم کے بارے میں یہ ہے کہ اگر کسی کی عدم موجودگی میں اس کی وہ برائیاں بیان کی جائیں جو لوگوں میں مشہور نہیں ہیں تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ برائیاں لوگوں میں مشہور ہیں تو ان کا ذکر کرنا غیبت نہیں ہے۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث میں اس بات کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی کی ایسی برائی بیان کی جائے جو لوگوں کو معلوم نہیں تو اس میں دو گناہ ہیں۔ ایک غیبت کرنے کا اور دوسرا کسی کے پوشیدہ عیب کو مشہور کرنے کا اور اگر ایسا عیب ہے جو لوگوں میں مشہور ہے تو پھر فقط غیبت کا گناہ ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص اندھا ہے اور بہت سے لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ اندھا ہے۔ اب اگر کوئی اس اندھے کے اس عیب کو اس کی عدم موجودگی میں حقارت آمیز انداز میں یا محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے بیان کرے تو یہ غیبت ہے۔ باوجود یکہ اس کا اندھا پن لوگوں میں مشہور ہے۔ غیبت کو مختلف اعتبارات سے تین قسموں پر منقسم کیا جاسکتا ہے۔

پہلی قسم:

ان افراد کے اعتبار سے ہے کہ جن کی غیبت کی جارہی ہے۔ چنانچہ اس قسم کے تحت جس طرح ایک زندہ مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح ایک مردہ مسلمان کی غیبت کرنا بھی حرام ہے۔ بلکہ مردہ مسلمان کی غیبت کرنے میں حرمت ایک گونہ زیادہ ہے۔ اس لئے کہ زندہ شخص تو پھر بھی جواب دے سکتا ہے اور اپنی صفائی بیان کرسکتا ہے۔ لیکن ایک مردہ شخص تو کچھ بول ہی نہیں سکتا۔ حدیث میں مُردوں کے عیوب بیان کرنے کی ممانعت آئی ہے، سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم اپنے مُردوں کے اچھے اوصاف بیان کرو اور ان کی برائیوں سے زبان روکو۔“

اور پھر زندہ اشخاص میں جس طرح ایک مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے اس طرح اس کافر کی غیبت کرنا بھی حرام ہے جو اسلامی مملکت کی حفاظت میں اسلامی مملکت کا تابع بن کر رہتا ہے۔ جسے اسلام میں ”ذمی“ کہتے ہیں۔ ذمی کی غیبت کرنا، اس وجہ سے حرام ہے کہ جب وہ اسلامی مملکت کی حفاظت میں اس کے تابع بن کر رہتا ہے تو اس کو وہی حقوق ملنے چاہئیں جو کہ ایک مسلمان کو ملے ہوئے ہوں۔ جس طرح اسلامی معاشرہ ایک مسلمان کی عزت وآبرو کی حفاظت کا ضامن ہے، اس طرح وہ ایک ذمی کی عزت وآبرو کی حفاظت کا بھی ضامن ہے اور جہاں تک ایک ایسے کافر کی غیبت کا تعلق ہے جو ذمی نہیں ہے، جسے اسلامی اصطلاح میں ”کافر حربی“ کہا جاتا ہے تو اس کی غیبت اگرچہ اس طرح سے حرام نہیں جس طرح ایک مسلمان یا ذمی کی غیبت کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر دینی یا دنیوی مصلحت نہ ہو تو بلاوجہ

اس کی غیبت کرنا بھی مکروہ ہے۔

دوسری قسم:

ان عیوب کے اعتبار سے ہے جن کی وجہ سے کسی کی غیبت کی جارہی ہو۔ مثلاً کسی شخص کے بدن میں، اس کے اعضائے جسمانی میں کوئی عیب ہے یا کسی شخص کے لباس میں عیب ہے یا اس کی عادتوں میں کوئی بری عادت ہے۔ اس قسم کی تفصیلات سے قبل یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جتنے انسان پیدا ہوئے ہیں ان میں صرف انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کے گناہوں سے محفوظ ہونے کی کوئی ضمانت یا ثبوت ہمارے پاس موجود ہو۔ ہر اچھے سے اچھے انسان میں کوئی عیب ضرور ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی کا کوئی عیب بیان کرے تو یہ سوچ لے کہ میں کب تمام عیوب سے مبرا ہوں اور پھر عیوب انسانی بدن کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ مختلف چیزوں میں مختلف عیب ہو سکتے ہیں۔ جس طرح کسی شخص کے اعضائے جسمانی میں کوئی عیب نکالنا مثلاً کسی شخص کو ذلیل کرنے کی نیت سے یا دوسرے کے سامنے اس کی تضحیک کے لئے موٹا کہہ دینا یا لنگڑا کہہ دینا یا کوئی اور عیب اس کے بدن میں نکالنا حرام ہے۔ اسی طرح کسی شخص کے لباس میں عیب نکالنا، مثلاً کسی کی تحقیر کی نیت سے کہنا فلاں شخص کا لباس چھوٹا ہے یا لمبا ہے یا اس کا لباس غریبانہ ہے یہ بھی غیبت میں شامل ہے۔ اسی طرح کسی شخص کی بری عادتوں میں سے کسی بری عادت کا ذکر کرنا بھی غیبت میں شامل ہے۔ مثلاً کسی شخص کو تحقیر وتذلیل کی نیت سے کہنا کہ فلاں شخص بڑا پیٹو ہے یا بڑا پوتی ہے۔ اسی طرح کسی کے نسب میں اور اس کی نسل میں عیب نکالنا بھی غیبت میں شامل ہے اس طرح کسی شخص کی تذلیل کرنے کی نیت سے اس کی عبادت میں کوئی عیب نکالنا مثلاً یہ کہ فلاں شخص نفل نہیں پڑھتا یا فلاں شخص تہجد نہیں پڑھتا۔ یہ بھی غیبت میں شامل ہے۔ اس طرح کسی شخص کے گناہوں کا تذکرہ کرنا یعنی اس کو ذلیل کرنے کی نیت سے دوسروں کے سامنے اس کے گناہوں کی تشہیر کرنا، یہ بھی غیبت میں شامل ہے۔

تیسری قسم:

غیبت کی تیسری قسم ان ذرائع کے اعتبار سے ہے۔ جن کو کسی شخص کی غیبت کرنے کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ مثلاً زبان، قلم وغیرہ سے کسی کی غیبت کرنا، اس قسم کے تحت جس طرح زبان سے کسی کی غیبت کرنا منع ہے۔ اسی طرح تحریری طور پر کسی کی غیبت کرنا بھی ہے۔ مثلاً کسی شخص کو ذلیل کرنے کی نیت سے کسی دوسرے شخص کو اس کے عیوب سے خط کے ذریعے مطلع کرنا یا کسی شخص کے عیوب کو اخبار میں چھاپنا اور جس طرح کسی شخص کا نام صراحتاً بول کر یا لکھ کر غیبت کرنا منع ہے۔ اسی طرح حکایتاً یعنی نقل اتار کر کسی کے عیب سے لوگوں کو مطلع کرنا بھی غیبت میں شامل ہے۔ مثلاً کوئی شخص لنگڑا ہے تو اس کی عدم موجودگی میں اس کی طرح کی چال چلنا یا کوئی شخص بولنے میں ہکلاتا ہے تو اس طرح سے ہکلا کر بولنا یہ سب غیبت میں شامل ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں، چاہے مجھے بہت کچھ مل جائے۔"

اشارۃً کسی کے عیب سے لوگوں کو مطلع کرنا بھی غیبت میں شامل ہے۔ یعنی ظاہر میں تو کسی شخص کا نام لے کر اس کی غیبت نہیں کی۔ لیکن چند ایسے قرائن اور اشارے بیان کر دیے جس سے لوگ سمجھ جائیں کہ فلاں شخص کا عیب بیان کیا جا رہا ہے۔ مثلاً کسی کے پاس کوئی کالا شخص آئے، اس کے جانے کے بعد وہ شخص حاضرین سے بہ نیت تحقیر وتذلیل یہ کہے کہ بعض لوگ ایسے کالے ہوتے ہیں، جیسے کوئلہ۔ اس اشارہ سے حاضرین مجلس سمجھ جائیں گے کہ یہ اس شخص کا عیب بیان کیا جا رہا ہے جو ابھی آیا تھا۔

جس طرح کسی کی غیبت کرنا منع ہے اسی طرح کسی کی غیبت سننا بھی منع ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے اور سننے دونوں سے منع فرمایا ہے۔ اگر کسی کی غیبت بیان کی جارہی ہے اور کوئی شخص اس غیبت کو سن رہا ہے اور اس کو اس غیبت سے منع کرنے پر قادر ہے۔ لیکن وہ منع نہیں کرتا اور دل میں بھی اس کو برا محسوس نہیں کرتا تو گویا کہ وہ اس غیبت پر راضی ہے اور یہ رضا مندی بھی غیبت کرنے کے حکم میں ہے اور اگر منع کرنے پر بھی قادر نہیں تو دل سے اس غیبت کو برا سمجھے اور جس شخص کے عیوب بیان کئے جارہے ہیں اس کے عیوب سن کر اس شخص کے بارے میں کوئی بدگمانی نہ کرے اور اس کے متعلق کوئی غلط خیال قائم نہ کرے، بلکہ اگر ہو سکے تو جس شخص کی برائیاں بیان کی جارہی ہیں تو غیبت سننے والا اس شخص کی اچھائیاں بیان کرنا شروع کردے۔ ایسے موقع پر جب کہ کسی شخص کی برائیاں کی جارہی ہوں تو اس شخص کی طرف سے دفاع کرنا بڑی

ہمت کی بات ہے اور حدیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔ کتاب الترغیب والترہیب میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی شخص کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت بیان کی گئی اور اس نے اس کی مدد نہیں کی۔ حالاں کہ وہ اس کی مدد کرنے پر قادر تھا تو اس کو بھی دنیا وآخرت میں اس غیبت کا گناہ ملے گا اور جس نے مدد کی تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی مدد فرمائیں گے۔

مسند احمد میں حضرت اسماء بنت یزیدؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی عزت کا دفاع کرے گا تو گویا اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمادیں۔“

انسان کی زندگی ”دارالعمل“ ہے اور موت کے بعد یعنی قبر اور آخرت والی زندگی ”دارالجزاء“ ہے۔ یعنی انسان اپنی زندگی میں جو بھی اچھا یا برا عمل کرتا ہے اس کا ثواب اور عذاب اس کی جزا اور سزا موت کے بعد ملتی ہے۔ سوائے اس کے کہ انسان توبہ کرلے یا خداوند پاک اپنے فضل سے معاف فرمادیں۔ لیکن بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی جزا اور سزا موت کے بعد تو ملتی ہی ہے۔ لیکن کبھی زندگی میں اس کا بدلہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں غیبت کرنے والوں کے لئے دونوں قسم کی سزاؤں کا ذکر ہے۔ آخرت کی سزا سے متعلق سنن ابی داؤد میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”شب معراج میں میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ بولے یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔“

اعمال اور اعمال کی جزا وسزا میں گہری مناسبت اور مشابہت ہوتی ہے۔ چوں کہ یہ لوگ اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ یعنی غیبت کرتے تھے۔ اس لئے ان کی سزا بھی آخرت میں یہی مقرر کی گئی کہ خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے گوشت کو نوچیں گے۔

غیبت ایک ایسا عمل ہے جو انسان کی نیکیوں کو دیمک کی طرح کھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے روز بہت سے لوگ محض غیبت کرنے کی وجہ سے اپنی نیکیوں سے محروم ہوجائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو امامہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے روز بندہ کا نامۂ اعمال اس کے سامنے کھول کر رکھ دیا جائے گا۔ (جب وہ اپنا نامہ اعمال دیکھے گا...) تو کہے گا اے میرے رب! میں نے فلاں فلاں نیکیاں کی تھیں۔ لیکن میرے نامۂ اعمال میں وہ نہیں ہیں؟! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیری وہ نیکیاں لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے مٹادی گئیں۔“

(الترغیب والترہیب)

صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے دریافت کیا کہ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ کوئی درہم ہے اور نہ ہی کچھ سامان ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز نمازیں، روزے اور زکوٰۃ جیسے اعمال کے ساتھ آئے گا۔ لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہے، کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال ناحق کھایا ہے کسی کا خون بہایا ہے اور کسی کو ناحق مارا ہے۔ چنانچہ اس کی نیکیاں دوسرے شخص کو دے دی جائیں گی اور جب اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی لیکن زیادتیاں ابھی باقی ہوں گی تو پھر دوسرے کے گناہ اس کے نامۂ اعمال میں ڈال دیے جائیں گے اور پھر اس شخص کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

یہ تو آخرت کی سزا تھی اور دنیا کی سزا کے متعلق سنن ابی داؤد میں حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہیں، لیکن ایمان ان کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوا۔ یاد رکھو! نہ مسلمانوں کی غیبت کرو اور نہ ان کے عیوب کی تلاش میں رہو۔ کیوں کہ جو شخص ان کے عیوب کی تلاش میں رہے گا تو خدا تعالیٰ بھی اس کے عیب کو تلاش کریں گے اور خدا جس کے عیب تلاش کریں گے تو خود اس کے گھر ہی میں اس کو رسوا کردیں گے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں غیبت جیسے ہولناک جرم کی ہلاکت خیزی کو سمجھتے ہوئے اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی عدم موجودگی میں ان کے بارے میں اچھے خیالات کے اظہار کی توفیق عطا فرمائے۔

بعض مرتبہ شرعی ضرورت کی بنا پر غیبت کرنا گناہ نہیں، بلکہ واجب ہوجاتا ہے۔ احادیث میں متعدد واقعات آتے ہیں جن میں صحابہؓ میں سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

کسی شرعی ضرورت کی بنا پر اپنے مسلمان بھائی کا عیب بیان کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ چنانچہ بعض مفسرین نے سورۂ حجر کی آیت غیبت کی تفسیر کی ذیل میں اور بعض فقہاء نے اپنی تصنیفات میں غیبت کی چند جائز اور درست صورتیں بھی بیان کی ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''غیبت کیا ہے؟'' میں یہ صورتیں تفصیل سے بیان کی ہیں۔ ان کا خلاصہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

۱:... اگر مظلوم ظالم کے ظلم کی شکایت کسی ایسے شخص کے سامنے کرے جو اس ظالم کو ظلم سے روک سکتا ہے تو یہ غیبت جائز ہوگی۔ مثلاً قاضی نے کسی شخص پر ظلم کیا، اب وہ حاکم بالا کے پاس جاکر قاضی کے ظلم کی شکایت کرے تو یہ غیبت درست ہے۔

۲:... اگر کوئی شخص کسی عیب یا گناہ میں مبتلا ہے، اس کی خبر ایسے شخص کے پاس پہنچانا کہ وہ اس عیب سے اس کو روکے گا... اور اس کو نصیحت کرے گا تو یہ غیبت درست ہے۔ مثلاً کسی شخص میں کچھ عیب ہے تو اس کے والد کو اس سے مطلع کر دینا، تاکہ اس کو اس فعل سے منع کرے یا کوئی سرکاری افسر رشوت لیتا ہے تو اس کی خبر حکومت کو دی جائے، تاکہ وہ اس افسر کو اس سے منع کرے۔

۳:... کسی عالم یا مفتی کے پاس مسئلہ پوچھنے کے واسطے اور مسئلہ کی صورت بتانے کے لئے کسی شخص معین کا عیب بیان کیا تو درست ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ بلاضرورت کسی شخص کو معین نہ کرے، بلکہ فرضی نام سے سوال کیا جائے۔

۴:... وہ شخص جو علی الاعلان گناہوں میں مبتلا رہتا ہو اور لوگوں کے سامنے گناہ کرنے میں کوئی عار اور شرم محسوس نہ کرتا ہو تو اس کی غیبت درست ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تین شخصوں کی غیبت درست ہے۔ ایک ظالم حکم ران، دوسرا وہ شخص جو علی الاعلان گناہوں میں مبتلا رہتا ہو اور تیسرا وہ شخص جو بدعت میں مبتلا ہو اور لوگوں کو بدعت سکھاتا ہو۔'' ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار

جامعہ عثمانیہ شورکوٹ میں خطبۂ جمعہ: ۳؍جنوری ۲۰۲۰ء کے جمعۃ المبارک کا خطبہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی میں دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جامعہ عثمانیہ ہمارے استاذ جی حضرت حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگرد رشید بشیر احمد خاکی نوراللہ مرقدہ کی حسین یادگار ہے، بنین وبنات میں تعلیمی سلسلہ روبہ ترقی ہے۔ مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد زاہد انور مدظلہ اپنے دیگر بھائیوں کے ساتھ انتظام وانصرام سنبھالے ہوئے ہیں۔ برادر مکرم مجاہد ختم نبوت جناب محمد اشفاق رانا کی فرمائش اور مولانا غلام حسین مبلغ جھنگ کے حکم پر حاضری ہوئی اور بیان کی خدمت بھی نصیب ہوئی۔

چناب نگر میں حاضری: جمعۃ المبارک سے فراغت کے بعد چناب نگر کا سفر شروع کیا، الحمدللہ! مغرب کی نماز جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی میں پڑھی اور حضرت مولانا غلام رسول دین پوری، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ، حضرت مولانا محمد احمد مبارک پوری، مولانا شفیق الرحمٰن سمیت دیگر اساتذہ کرام کی زیارت وملاقات کی۔

التصریح بما تواتر فی نزول المسیح: امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف ہے، جس کی ترتیب مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ بانی دارالعلوم کراچی نے فرمائی، جبکہ تخریج اور تعلیق حضرت شیخ ابوغدہ عبدالفتاح مصریؒ سابق وائس چانسلر ریاض یونیورسٹی نے فرمائی۔ اس میں تقریباً ایک سو احادیث مبارکہ و آثار صحابہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ''نزول من السماء'' اور اس سے متعلق دیگر مباحث کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ آج ۴؍جنوری ۲۰۲۰ء کو دو اسباق ہوئے ایک سبق صبح ساڑھے نو سے پونے گیارہ بجے تک ہوا اور دوسرا سبق تین سے چار بجے تک ہوا۔ یہ کلاس تخصص فی الفقہ اور تخصص فی ختم نبوت کی ہے، جس میں مختلف جامعات کے ۱۵ فضلاء کرام زیر تعلیم و تربیت ہیں۔ ایسے ہی ایک ہفتہ میں صبح وشام التصریح بما تواتر فی نزول المسیح کے اسباق جاری رہے۔

لاہور کا ۸ روزہ تبلیغی وتنظیمی دورہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام یوں تو سارا سال تبلیغی پروگرام منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ تبلیغی اجتماعات، کانفرنسز، کورسز موجودہ سہ ماہی میٹنگ میں ایک ہفتہ کے پروگرام طے ہوئے۔ راقم نے ۳ تا ۹؍جنوری ۲۰۲۰ء تک تقریباً ایک ہفتہ جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں گزارا اور تخصص فی الفقہ وختم نبوت کے شرکاء کو التصریح بما تواتر فی نزول المسیح سنائی۔ ۹؍جنوری کو صبح دس سے سوا گیارہ تک سبق ہوا۔ بعد ازاں تخصص کے انچارج مولانا مفتی محمد شعیب اور مولانا محمد سلمان کی رفاقت میں لاہور کا سفر شروع کیا، عصر کی نماز لاہور دفتر میں ادا کی۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

آخری قسط

مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی تیار کردہ جرح:

مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ مارشل لاء کے نفاذ تک لاہور میں رہے اور تحریک کی پشت پر رہ کر راہنمائی فرماتے رہے۔ آپ کے متعلق سرحد حکومت کی طرف سے گولی مار دینے کا حکم تھا۔ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد آپ خانقاہ سراجیہ اور وہاں سے پھر بھلوال کے دیہات میں رہے۔ ان دنوں منیر کمیشن، انکوائری کررہا تھا۔ اخبارات میں ظفر اللہ خان قادیانی اور مرزا بشیر الدین کے متعلق خبر آئی کہ وہ عدالت میں پیش ہورہے ہیں۔ آپ نے ان دونوں پر جرح کے لئے سوالات لکھ کر صوفی احمد یار آف بھلوال والوں کی معرفت حکیم عبدالمجید سیفی مرحوم کو لاہور بھجوائے انہوں نے مجلس عمل کے وکیل حضرات کو وہ جرح مہیا کی جو یہ ہے۔

ظفر اللہ قادیانی پر جرح:

۱......کیا کشمیر کی جنگ روکنے کے وقت یو.این.او کے ذریعہ ایسا معاہدہ ہوا تھا کہ فیصلہ استصواب رائے سے ہو اور استصواب راجہ کشمیر کی نگرانی میں ہو۔ پاکستانی یا قبائلی افواج کشمیر خالی کردیں اور ہندوستانی فوج میں بقدر مناسب تخفیف ہو؟

۲......اگر اس کا جواب اثبات میں ہو تو دوسرا سوال کریں۔ کیا اس پر آپ کے بھی دستخط تھے یا کیا آپ نے اس کو منظور کرلیا تھا؟

۳......اگر جواب اثبات میں ہو تو پھر سوال کیا جائے کہ آپ نے ہندوستانی افواج کے مکمل تخلیہ پر کوئی زور نہ دیا اور کیوں پاکستان گورنمنٹ کو اس کے بغیر دستخط کرنے کے خلاف یا یہ معاہدہ مان لینے کے خلاف مشورہ دیا اور مہاراجہ کشمیر کی نگرانی کو کیوں قبول کیا؟

۴......کیا میجر جنرل نذیر احمد جو لیاقت علی خان مرحوم کے کیس میں سزا پاچکے ہیں۔ بقول تمہارے مرزائی ہیں۔ کیا وہ تمہارے ہم زلف ہیں؟

۵......کیا عصمت اللہ (مرزائی) کے مقدمہ قتل کے دوران آپ لائل پور آئے تھے؟

۶......کیا آپ کو کراچی میں جہانگیر پارک کے قادیانی جلسہ میں تقریر نہ کرنے یا شریک نہ ہونے کے لئے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین اور سردار عبدالرب نشتر نے مشورہ دیا تھا؟

۷......کیا خواجہ ناظم الدین وزیراعظم کے اعلان کے بعد کہ کوئی سرکاری ملازم یا وزیر فرقہ وارانہ تبلیغ میں حصہ نہ لے۔ آپ نے کوئی بیان دیا تھا کہ تبلیغ جو مذہبی حق ہے، کو کسی سے نہیں چھینا جاسکتا؟

۸......کیا آپ کے پاس اس طرح کی درخواستیں بھی ملازمت چاہنے والوں کی طرف سے پیش ہوتی ہیں جن میں درخواست دہندوں نے اپنے دستخطوں کے ساتھ احمدی (مرزائی) لکھا؟

۹......کیا آپ نے قادیان اور پھر ربوہ کے سالانہ جلسوں میں شرکت کی ہے؟

۱۰......وائسرائے ہند کی ایگزیکٹو کونسل کی ممبری اور ریلوے انچارج ہونے کے بعد آپ نے قادیان کے تبلیغ فنڈ میں کتنا چندہ دیا تھا؟ کیا گزشتہ سے پیوستہ سال ربوہ کے مرزائی فنڈ میں آپ نے اور آپ کی فیملی کے بعض زنانہ افراد نے بھی چندہ دیا تھا؟

۱۱......کیا اسد اللہ خان آپ کا بھائی ہے؟ کیا یہ مرزائیوں کے جلسوں کی صدارتیں کرتا رہتا ہے؟

۱۲......کیا آپ برٹش کامن ویلتھ سے وابستگی اچھی سمجھتے ہیں؟

۱۳......کیا برطانیہ سے پاکستان کے سیاسی اور تجارتی تعلقات زیادہ مضبوط اور بہتر ہونے چاہئیں یا امریکہ سے؟ آپ کس کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟ اگر کہے کہ دونوں سے، تو پھر اصرار کر کے پوچھنا چاہئے کہ کیا دونوں کے

ساتھ بالکل برابر تعلقات ہوں یا ایک سے زیادہ، ایک سے کم؟

۱۴......کیا تم نے کبھی یہ تقریر کی تھی کہ پاکستان کو مشرق وسطیٰ کی دفاعی اسکیم میں شریک ہونا چاہئے؟ (اس کا یہ بیان کہ پاکستان اور افغانستان کو دفاعی اسکیم میں شریک ہونا چاہئے۔ اخباروں میں آچکا ہے) اگر وہ کہے کہ ہاں تو پھر یہ سوال کیا جائے۔

۱۵......کیا کسی وقت روس اور امریکہ کی جنگ عظیم شروع ہو جائے تو اس کی لپیٹ میں پاکستان کا آجانا اور میدان جنگ بن جانا مفید ہے یا غیر جانبدار رہ کر اپنے حالات بہتر بنانے کی کوشش کرنا؟ اگر وہ کہے کہ محل وقوع یا دیگر ضروریات یا حالات کے تحت غیر جانبداری ناممکن ہے تو یہ سوال کیا جائے۔

۱۶......کیا گزشتہ جنگ میں ترکی اور افغانستان جیسے ملک غیر جانبدار نہیں رہے؟

۱۷......اگر وہ کہے کہ میں نے ایسی تقریر نہیں کی تو پھر پوچھا جائے کہ اچھا آپ کی رائے میں پاکستان کو مشرق وسطیٰ کی دفاعی اسکیم میں شریک ہونا مفید ہے یا مضر۔ (اگر وہ مضر بتائے تو امریکہ کی نظروں سے گرے۔ اگر مفید بتائے تو امریکہ کا ایجنٹ ثابت ہو اور گیہوں کا مسئلہ حل ہو)

۱۸......کیا انڈونیشیاء کے سفیر نے اردو کا آپ سے استاد مانگا تھا؟ اور آپ نے مہیا کر دیا تھا۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو پوچھا جائے کہ کیا وہ سفیر پھر احمدی ہو گیا تھا یا نہیں اور کیا وہ استاد احمدی تھا؟

۱۹......کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اس کا ان سے درجہ بڑا سمجھتے ہیں؟

۲۰......کیا یہ شعر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہیں؟

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اینک منم کہ حسب بشارت آمدم

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

۲۱......کیا تم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی سمجھتے ہو؟

۲۲...... جو اس کو دعویٰ نبوت یا دعویٰ مسیحیت میں سچا نہ جانے اس کو تم مسلمان کہتے ہو یا کافر؟

۲۳...... کیا حقیقت الوحی میں مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین ومنکرین کو کافر کہا ہے؟

۲۴......کیا آپ نے اور مرزا محمود نے پیرس فرانس میں ایک سینما دیکھا تھا جس میں نیم برہنہ عورتیں ناچتی تھیں اور جن کے بارے میں خلیفہ جی (نام نہاد) نے پوچھا کہ کیا یہ ننگی ہیں اور آپ نے کہا کہ ننگی تو نہیں لیکن لباس ایسا ہے کہ بالکل ننگی ہیں؟

۲۵......کیا مرزا محمود کو واجب الاطاعت امیر سمجھتے ہیں؟

۲۶......کیا کسی وقت ان کی اور پاکستان کی گورنمنٹ کی وفاداری کا مقابلہ آجائے تو آپ کس کو ترجیح دیں گے؟

۲۷......اگر آپ کے ہاتھ میں پاکستان کی حکومت آجائے تو کیا اپنے خلیفہ کی اس پیشین گوئی کو عملی جامہ پہنائیں گے کہ پانچ (مشہور) خونی ملاؤں سے انتقام لیں؟

۲۸......کیا ان پانچ نے کوئی مرزائی قتل کیا یا کرایا؟

۲۹......تو پھر یہ خونی کیسے ہوئے؟

۳۰......دوسرے کی جگہ ان سے انتقام کا کیا معنی؟

۳۱......کیا پاکستان کی حکومت تمہارے ہاتھ میں آجائے تو مسلمانوں کو مرزائی بنانے کا کام تیز تر کر دو گے؟ کیا مرزائیوں کو کھلم کھلا ایسے تبلیغی جلسے کرنے میں امداد دو گے۔ اگر وہ کہے کہ نہیں تو پھر پوچھا جائے کہ جہانگیر پارک کی حرکت کیا غیر ذمہ دارانہ تھی؟

۳۲...... کیا تم نے کسی وقت عبدالقیوم وزیر سرحد سے سرحد میں کوئی زمین تبلیغ کی خاطر دینے کے لئے کہا تھا؟

۳۳......کیا ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہونے کے وقت ملک کے علماء اور مسلمانوں نے جلسوں کے ذریعہ آپ کی مخالفت کی تھی؟

۳۴...... کیا مسلمانوں کا کوئی وفد وائسرائے یا گورنر پنجاب کو ملا تھا؟

۳۵......کیا امریکا نے گیہوں خیراتی دیا ہے؟

۳۶......کیا یہ تمہارے بغیر اور تمہارے وزیر خارجہ رہے بغیر واقعی امریکہ نہیں دیتا تھا؟

۳۷......کیا وہ گندم پاکستانی عوام کو یا حکومت کو دیتے تھے یا تمہاری ذات کو؟

۳۸......کیا ختم نبوت کے بارے میں اخبارات کو کچھ لکھنے کی ممانعت ہے؟

۳۹......کیا تم ایام مارشل لاء میں لاہور گئے ہو؟

۴۰......کتنی بار؟

۴۱......مارشل لاء حکام سے کتنی بار ملاقاتیں کیں اور کیا کچھ کہا جنرل اعظم نے ان پر کتنا عمل کیا؟

۴۲......کیا محمود کا بیٹا رہا کرایا جو گولی چلانے کے جرم میں ماخوذ تھا؟

۴۳......کیا مرزا غلام احمد قادیانی کا تحفہ گولڑویہ میں یہ لکھنا صحیح ہے کہ تم پر قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو؟

۴۴......کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا ہے؟

۴۵......کیا یہ کتاب مرزا محمود کی ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ تمام مسلمان کافر ہیں اور غلام احمد اسی طرح نبی ہے جس طرح اور نبی۔ کیا تم ان باتوں کو صحیح سمجھتے ہو؟

۴۶......کیا تم نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا؟

۴۷......کیا تم نے آج تک کسی مسلمان کا جنازہ پڑھا ہے؟

مرزا محمود پر جرح:

۱......وہ کتابیں جن میں مسلمانوں کو کافر بتایا گیا ہے تمہاری ہیں؟

۲......کیا وہ تحریریں درست ہیں؟

۳...... کیا تم نے پیرس میں سینما دیکھا تھا؟

۴...... کیا اس میں عورتیں کام کر رہی تھیں جو ننگی دکھائی دیتی تھیں؟

۵......عبدالرحمٰن مصری یا فخر الدین ملتانی جس نے ہائیکورٹ میں تمہارے خراب چال چلن کے بارے میں درخواست دی تھی، کے بارے میں پوچھا جائے کہ کیا وہ تمہارے عہدیدار مرزائی تھے؟

۶...... کیا مصری نے ہائیکورٹ میں درخواست دی تھی کہ تم نے اس کی اولاد سے بدکاری کی ہے؟

۷......کیا تم نے سیشن جج مسٹر کھوسلہ کی عدالت میں تسلیم کیا تھا کہ تمہارا باپ مرزا قادیانی پلومر کی دوکان سے شراب منگوایا کرتا تھا؟

۸......کیا محمدی بیگم سے مرزا قادیانی کا آسمان پر نکاح ہوا تھا؟

۹...... کیا وہ نکاح غلطی سے ہوگیا تھا یا مرزا قادیانی نے طلاق دے دی تھی؟

۱۰......کیا وہ مرزا کے نکاح میں آئی؟

۱۱......کیا اس کو مرزا قادیانی نے اپنے کذب وصدق جانچنے کا معیار قرار دیا تھا؟

۱۲...... چوہدری ظفر اللہ خان نے ربوہ کے سالانہ جلسہ گزشتہ سے پیوستہ سال چندہ دیا تھا؟

۱۳......کیا تحریک ختم نبوت سے پہلے تم نے کہیں اعلان کیا ہے کہ مرزا قادیانی کا منکر کافر نہیں ہے؟

۱۴......جو مرزا قادیانی کو نبوت ومسیحیت کے دعویٰ میں جھوٹا سمجھیں تم اس کو کیا کہتے ہو؟

۱۵......لاہوری وقادیانی پارٹی میں مابہ الامتیاز کیا ہے؟

۱۶......کیا تم کافروں کے عذاب ابدی کے قائل ہو؟ (اگر اثبات میں جواب دے) تو مرزا قادیانی کی تحریر حقیقت الوحی والی بتا کر پوچھا جائے کہ پھر یہ غلط اور قرآن کے خلاف ہے؟

۱۷...... کیا گزشتہ چند سالوں میں سیالکوٹ میں احمدی جماعت کا کوئی پبلک جلسہ ہوا ہے جو عوام کی گڑبڑ کی وجہ سے حکام نے بند کیا اور جس میں فساد ہوا؟

۱۸......کتنے سال ایسا ہوا؟

۱۹...... کیا گوجرانوالہ میں بھی مرزائی جلسہ میں گڑبڑ اور فساد ہوا؟

۲۰......کیا آپ مس روفوائلی کی حسینہ کو لاہور کے ہوٹل سے چکمہ دے کر قادیان لے گئے تھے؟

۲۱...... وہ قادیان میں آپ کے پاس کتنے دن رہی؟

۲۲...... آپ کی والدہ کے والد کیا قادیان میں محکمہ انہار میں ملازم رہے؟

۲۳......کیا ان کا گھر مرزا قادیانی کے گھر کے پاس تھا؟

۲۴......کیا یہی ہمسائیگی کا قرب آپ کے ماں باپ کے ملاپ کا باعث تو نہیں بن سکتا؟

۲۵...... دہلی کے سادات خاندان سے آخر قادیان کے رشتہ کا جوڑ کیسے ہوا؟

۲۶......کیا تمہاری والدہ محترمہ کا اصرار تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے ہی شادی کراؤں گی؟

۲۷......کیا کسی عدالت نے قادیان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ قادیان میں آپ کی حکمرانی تھی۔ قانون معطل تھا اور وہاں دباؤ کی وجہ سے شہادت بھی میسر نہ آسکتی تھی؟

☆☆..................☆☆

پاکستان کے تعلیمی نصاب کے لئے

امریکی کمیشن کی تجاویز!

جناب عبدالخالق وٹو صاحب

نصاب کی تیاری (کیریکولم ڈیولپمنٹ) کے عنوان پر امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی (یو ایس سی آئی آر ایف) نے مقامی این جی او (پی ای ایف) کی مشاورت کے ساتھ پاکستانی نصاب میں اپنی پیش کردہ تجاویز کو شامل کرنے پر اصرار کیا ہے جیسا کہ اسکولوں کی کتب میں سے ’’صرف اسلام ہی سچا مذہب ہے‘‘ جیسی باتوں پر زیادہ اصرار ختم کیا جائے۔ رپورٹ کے مطابق محمد بن قاسم کی فتح سندھ اور سلطان محمود غزنوی کا ۱۷ مرتبہ سندھ پر حملہ فخریہ انداز سے ہر نصابی کتاب میں موجود ہے۔ فنون لطیفہ، تعمیرات اور ثقافت کو نظرانداز کر کے صرف فتح سندھ اور ۱۷ حملوں کو برصغیر میں تہذیب کا آغاز قرار دینا نصاب کتب کا بنیادی مسئلہ ہے۔ (۳) یہ کہ آزادی کے بعد کی تاریخ میں بھارت کے ساتھ جنگوں پر بھی زیادہ زور دیا گیا ہے جبکہ امن کے اقدامات کی کوششوں کو زیادہ تر نظرانداز کیا گیا ہے، جس سے غیر متوازن تاریخی نصاب سامنے آتا ہے جس میں تمام تر توجہ دیرینہ تنازع پر مرکوز رکھی گئی ہے۔ یہ تنگ نظر قوم پرستی پاکستانیوں کو صرف سطحی حد تک تعلیم دینے کے کام آتی ہے۔

رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ اسی این جی او نے جو پہلے سفارشات پیش کی تھیں ان ہی کی بنیاد پر پنجاب اور خیبرپختونخوا کے سرکاری اسکولوں کی نصابی کتب میں تبدیلیاں کی جاچکی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق: معاشرتی علوم، مطالعہ پاکستان اور تاریخ کی نصابی کتب کے ذریعے طلبا کو تاریخ کا وہ رخ پڑھایا جاتا ہے جو پاکستان کی قومی مذہبی شناخت کو فروغ دیتا ہے اور اکثر بھارت کے ساتھ تنازعات کو مذہبی تناظر میں پیش کیا جاتا ہے۔ رپورٹ میں قومی نصاب میں اسلامی عقیدے پر اصرار کی مخالفت کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ پاکستان میں مذہبی تنوع کے باوجود نصاب کے ذریعے اسلامی عقیدہ پڑھانے پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے، اسلام کو پاکستان اور اس کی شناخت کی اعلیٰ ترین خاصیت قرار دیا جاتا ہے۔ رپورٹ میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی اردو کی کتاب برائے دسویں جماعت صفحہ ۲۳ کی مثال پیش کی گئی ہے: ’’اسلامی مذہب، ثقافت اور معاشرتی نظام غیر مسلموں کے نظام سے مختلف ہے، لہٰذا ہندوؤں کے ساتھ رہنا ان کے لئے ممکن نہیں۔‘‘ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تازہ ترین تحقیق کے نتیجے میں وہ سب درست ثابت ہوا ہے جو ۲۰۱۱ء کی تحقیق میں سامنے آیا تھا اور نصابی کتب میں فرقہ پرستی اور اسلام کے نظریات اور خیالات پر زیادہ توجہ مرکوز رکھی جاتی ہے۔ ان خیالات کا اختلاط ایک ایسی ریاست بنانے کی کوشش ہے جس کی بنیاد مذہب ہے اور اسی پالیسی پر بھٹو، ضیاء، نواز شریف اور مشرف حکومت نے ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۸ء تک عمل کیا۔

رپورٹ میں مندرجہ ذیل سفارشات بھی پیش کی گئی ہیں:

۱:... آئین میں تمام پاکستانیوں کو جس طرح کی مذہبی آزادی کی ضمانت فراہم کی گئی ہے، اس کی جھلک نصابی کتب کے مواد میں بھی نظر آنی چاہئے۔ پاکستان کے آئین میں جس طرح کی مذہبی آزادی اور برداشت اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کے حوالے سے تحفظ کی بات کی گئی ہے وہ تمام باتیں طلبا کو بھی پڑھائی جانی چاہئیں۔ آئین میں اقلیتوں کو حاصل حقوق اور ضمانتوں پر عملدرآمد کے ذمہ دار صوبائی وزرائے تعلیم ہونا چاہئیں، طلبا کو دیگر مذاہب کی قیمت پر کوئی بھی مذہبی مواد نہیں پڑھانا چاہئے، آئین پاکستان کی ضمانت کے مطابق، غیر مسلم طلبا کو اسلامی نصاب نہیں پڑھانا چاہئے۔

۲:... عقیدے کی منفی تلقین (نیگیٹو اِن ڈاکٹری نیشن) کا سلسلہ بند ہونا چاہئے اور تعلیم وتربیت کے لئے ایسا غیر جانبدار مواد اختیار کیا جائے، جس سے تعلیم کے لئے تنقیدی نقطۂ نظر بیدار ہو۔

۳:...نصاب کے ذریعے خوف کے احساس کی بجائے تعمیری حب الوطنی کا جذبہ بیدار ہونا چاہئے، مغربی ممالک اور عیسائیت کے حوالے سے تعلیمی لحاظ سے زیادہ بہتر اور درست رویہ اختیار کیا جانا چاہئے تاکہ طلبا کو سنی سنائی باتوں سے بازرکھا جاسکے جو انہیں سازشی نظریات سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔

۴:...نصاب کتب میں ’’صرف اسلام ہی درست مذہب ہے‘‘ پر زیادہ اصرار دینے کا سلسلہ بند کیا جائے، پُر امن بقائے باہمی اور پاکستان کے مذہبی تنوع کا اعتراف کرکے طلبا کو تمام مذاہب کا احترام سکھایا جائے، نصابی کتب میں اقلیتوں کے ہیروز کا ذکر بھی مناسب حد تک شامل کیا جائے۔ سائنس، ادب، طب اور کھیلوں کے شعبے سے تعلق رکھنے والی تمام عقائد سے تعلق رکھنے والی شخصیات کے متعلق بھی پڑھایا جانا چاہئے۔

۵:... حذف کردہ تاریخی باتیں اور مختلف واقعات کو غلط طریقے سے پیش کرنے جیسی باتیں بھی نصابی کتب سے خارج کی جائیں تاکہ متنازع تاریخ نویسی سے گریز کیا جاسکے، ساتھ ہی مختلف نقطہ ہائے نظر بھی پڑھائی میں شامل کئے جانا چاہئیں۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۱ء میں انٹرنیشنل سینٹر فار ریلیجن اینڈ ڈپلومیسی (آئی سی آر ڈی) نے پاکستان کے پرائمری اور سیکنڈری تعلیمی نظام کا جائزہ لیا تاکہ اساتذہ، جماعت کے ساتھیوں اور نصاب میں مذہبی اقلیتوں بالخصوص ہندوؤں اور مسیحی افراد کے ساتھ روا رکھے جانے والے تعصب اور عدم برداشت کا جائزہ لیا جاسکے۔ اس ضمن میں کی جانے والی تحقیق کے نتائج، تجزیات اور سفارشات پر مشتمل رپورٹ ۲۰۱۱ء میں یو ایس سی آئی آر ایف نے ’’تصویر کشی: پاکستان میں تعلیم اور مذہبی امتیاز‘‘ کے عنوان سے شائع کی تھی۔ بعد میں یہ بتایا گیا تھا کہ مذہبی عدم برداشت پر مشتمل مثالوں میں اکثریت یعنی ۶۱ کو نصابی کتب سے خارج کردیا گیا ہے، جبکہ تین مثالوں کے حوالے سے کم و بیش کوئی تبدیلی نہیں کی گئی جبکہ ۱۶ کو اس انداز سے تبدیل یا ان میں اضافہ کیا گیا ہے کہ اصل قابل اعتراض مواد بدستور برقرار ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب اور خیبر پختونخوا کے نصابی بورڈز نے کسی حد تک موثر انداز سے قابل اعتراض مواد خارج کردیا ہے جبکہ سندھ اور بلوچستان کے ٹیکسٹ بورڈز نے تعصب پر مشتمل مواد ختم کرنے کے لئے بہت کم یا پھر کوئی کوشش نہیں کی۔ پنجاب اور خیبر پختونخوا کے حوالے سے کامیابیوں کا سہرا پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (پی ای ایف) کی کوششوں کو جاتا ہے۔ پی ای ایف کے صدر نے گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور سے ملاقات کی اور انہیں اس رپورٹ کی نقل فراہم کی اور انہیں اقلیتوں کے خلاف نصاب میں پائے جانے والے مذہبی تعصب اور عدم برداشت سے آگاہ کیا۔ پی ای ایف نے پنجاب اور خیبر پختونخوا کے بااثر شراکت داروں کے ساتھ بھی مل کر کام کیا اور تعلیمی نصاب میں اقلیتوں کے ساتھ رکھے جانے والے ناروا سلوک اور تعصب پر مبنی مواد ختم نہ کئے جانے کی صورت میں اقلیتوں کے خلاف پُرتشدد واقعات کے ممکنہ خطرات کے متعلق آگاہی پھیلائی۔ اسی طرح پی ای ایف نے خیبر پختونخوا کے کئی دورے کئے اور ایلیمنٹری اور سیکنڈری تعلیمی کی وزارتوں کے حکام سے ملاقات کرکے انہیں رپورٹ فراہم کی اور ان سے ’’درخواست‘‘ کی کہ نصابی کتب سے تعصب پر مشتمل مواد خارج کیا جائے۔

رپورٹ کے مطابق، اس کے علاوہ پی ای ایف کے صدر نے پاکستان تحریک انصاف کے انتہائی سینئر مشیر سے بھی ملاقات کی اور انہیں نصابی کتب سے تعصب اور عدم برداشت پر مشتمل مواد خارج نہ کئے جانے کی صورت میں اقلیتوں کے خلاف ممکنہ تشدد کے خطرات سے آگاہ کیا۔

اس رپورٹ سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ پاکستان کے نصاب تعلیم سے متعلق عالمی قوتوں کے ’’تحفظات‘‘ کیا ہیں، ان تحفظات کے ازالے کے لئے کس کس طرح پر کوششیں ہورہی ہیں اور اب تک کہاں کہاں کیا گیا کامیابیاں حاصل کی گئی ہیں اور آگے کیا ارادے ہیں، لہٰذا مشتری ہوشیار باش!

نوٹ: صاحب مضمون جمیعت اساتذہ پنجاب کے صدر ہیں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۰ر فروری ۲۰۲۰ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا

سہ ماہی اجلاس

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۸؍دسمبر ۲۰۱۹ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ تلاوت مولانا محمد حسین ناصر نے کی، جبکہ اجلاس کی صدارت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کی۔

اجلاس میں مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا مختار احمد میرپور خاص، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا محمد طارق راولپنڈی، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا عابد کمال پشاور، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد ساجد بھکر، مولانا حمزہ لقمان علی پور، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا فضل الرحمن منگلہ سرگودھا اور مولانا محمد نعیم خوشاب نے شرکت کی۔

اجلاس میں تحصیل ہیڈکوارٹر میں تقریباً ایک سو کانفرنسز کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں دسیوں مقامات پر ختم نبوت کورسز منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا، نیز مبلغین نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

اجلاس میں گزشتہ سہ ماہی میں وفات پا جانے والے بزرگوں، علماء کرام اور جماعتی رفقاء کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر کے انتظامی معاملات پر غور وخوض کیا گیا اور طے ہوا:

۱:... تمام شرکائے کورس کو تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء اور اس کے بعد حالات پر مشتمل تقریباً دس جلدیں دی جائیں گی۔ علاوہ ازیں قادیانی شبہات کے جوابات تین جلد سبقاً پڑھائی جائیں گی اور تمام شرکا کو اعزازی طور پر دی جائیں گی۔ علاوہ ازیں کچھ اور کتب بھی جو تقریباً پانچ ہزار روپے بلکہ اس سے زائد قیمت کی بنتی ہیں تمام شرکائے کورس کو دی جائیں گی۔

۲:... شرکائے کورس کو مولانا اللہ وسایا، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا غلام رسول، مولانا محمد احمد اور مولانا محمد قاسم رحمانی اسباق پڑھائیں گے۔

۳:... مولانا محمد اسحاق ساقی ۱۸؍شعبان المعظم تک مولانا محمد خبیب ۱۷؍شعبان سے اختتام کورس تک مولانا خالد عباد ابتداً سے آخر کورس تک خدمات سرانجام دیں گے۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی قادیانی شبہات اول، مولانا مفتی محمد راشد مدنی قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا غلام رسول دین پوری جلد سوم پڑھائیں گے۔ نیز موخر الذکر پہلی دو جلدوں میں بھی تعاون فرمائیں گے۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء پر لیکچر دیں گے۔

۴:... پچاس سے زائد تحصیلوں میں کانفرنسیں کی جائیں گی۔

۵:... ملتان، سیالکوٹ، نواب شاہ اور دیگر کئی ایک مقامات پر ڈویژنل ختم نبوت کانفرنسیں کی جائیں گی۔

۶:... اجلاس میں تجدید عہد کا اعلان کیا گیا کہ ان شاء اللہ العزیز عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

۷:... جناب عمران خان کے گستاخانہ جملوں، وزرأ کی دین اسلام، مدارس عربیہ کے خلاف بیانات کی پُرزور مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ ملک عزیز کی نظریاتی سرحدوں کا بہرحال تحفظ کیا جائے گا۔

۸:... ان دنوں حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم پر فالج کا اٹیک ہوا جبکہ مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کو دل کا دورہ پڑا۔ دونوں کی صحت وعافیت کے لئے دعا کی گئی کہ اللہ پاک دونوں بزرگوں کا سایہ تادیر سلامت رکھیں اور صحت وعافیت سے نوازیں۔

۹:... اس میٹنگ کے موقع پر ملتان شہر کی دو درجن سے زائد مساجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کیا۔

فرما گئے یہ ہادی | تاجدار ختم نبوت ﷺ زندہ آباد | لا نبی بعدی

تاریخی ختم نبوۃ کانفرنس

سالانہ

عظیم الشان فقید المثال

ان شاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

13 مارچ 2020ء

بروز جمعۃ المبارک

بعد نماز عصر

بمقام

مسجد روڈ نواب شاہ

ڈاکٹر حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب

حضرت مولانا تجمل حسین صاحب

قاری عبدالرشید صاحب

حضرت مولانا محمد سلیم صاحب

حضرت مولانا محمد انیس صاحب

حضرت مولانا مفتی اعجاز مصطفیٰ صاحب

عبدالجبار

محمد یونس

محمد اکمل

حزب اللہ

عبدالکریم

محمد اسماعیل

حضرت مولانا عبدالمجیب قریشی صاحب

حضرت مولانا محمد حسینی عباسی صاحب

حضرت مولانا اویس احمد شاہ نورانی صاحب

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب

مرکزی جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام پاکستان

حضرت مولانا محمد طاہر ہالیجوی صاحب

درگاہ عالیہ قادریہ ہالیجی شریف

حضرت علامہ راشد خالد محمود سومرو صاحب

حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب

عبدالغفور

محمد اشرف

عبدالستار

عبدالکریم

احمد حسین

سلیم اللہ

اشفاق احمد

مختار احمد

عبداللہ

سراج الدین

عبدالقیوم

عبداللہ

محمد راشد

ثناء اللہ

محمد اسجد

نیاز احمد

توصیف احمد

محمد ارباب سکندر

زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ

0302-6961841

0301-2675316